احمدی نوجوانوں کیلئے

نومبر 2006ء

مدیر
طارق محمود طاہر

آل پاکستان مسرور بیڈمنٹن ٹورنامنٹ

فاتح ٹیم (ربوہ)

کھیل کا ایک منظر

کھلاڑیوں کا ایک منظر

محترم صدر صاحب کا پیغام

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

''اپنی ساری عبادتوں، اپنی ساری نیکیوں اور اپنے سارے کاموں کو بابرکت انجام تک پہنچانا چاہتے ہو تو خلافت سے محبت اور اس کا ادب اور اس کا احترام اپنے ایمان کا جزو بنالو۔ اور یہ امر خوب یاد رکھو اور اپنی نسلوں کو ان کے خون کی رگوں میں یہ بات شامل کردو کہ تمہاری تمام تر ترقیات اب صرف اور صرف خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں، اس کے پیچھے پیچھے چلو، اس کے اشاروں کو حکم سمجھ کر چلو، تو تم دیکھو گے کہ فتوحات اور ترقیات کی منزلیں تمہارے قدم چومیں گی۔ انشاء اللہ۔''

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ دوم صفحہ 116)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے اور دربار خلافت سے جاری ہونے والی تمام ہدایات پر دل و جان سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ خالد

نومبر 2006ء
نبوت 1385ہش

جلد 53
شمارہ نمبر 11

monthlykhalid52@yahoo.com

مدیر
طارق محمود طاہر

مجلس ادارت
سہیل احمد ثاقب، شفیق احمد ججہ
عبدالرحمٰن، لقمان احمد شاد

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر   پبلشر: قمر احمد محمود   مینیجر: عزیز احمد   پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)   مقام اشاعت: ایوان محمود دارالصدر جنوبی   قیمت ۱۰ روپے ..... سالانہ ۱۰۰

Ph: +92 47 6212349 - 6215415 - 6212685   Fax: +92 47 6213091

Swords can win territories but not hearts. Force can bend heads but not minds.

تلواریں رقبے تو جیت سکتی ہیں مگر دل نہیں۔ طاقت سروں کو تو جھکا سکتی ہے مگر ذہنوں کو نہیں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

''دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی'' (البقرہ:257)

''پس بکثرت نصیحت کر، تو محض ایک بار بار نصیحت کرنے والا ہے۔ تو اُن پر داروغہ نہیں'' (الغاشیہ:22-23)

''تو کہہ دے کہ حق وہی ہے جو تمہارے رب کی طرف سے ہو پس جو چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے سو انکار کر دے'' (الکہف:30)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''کبھی بھی کوئی دین اور مذہب لڑائی سے نہیں پھیل سکتا۔ پہلے بھی اسلام کی ترقی اور اشاعت کے لئے تلوار نہیں اٹھائی گئی۔ اسلام اپنے برکات، انوار اور تاثیرات کے ذریعہ پھیلا ہے اور ہمیشہ اسی طرح پھیلے گا۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 447)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور جگہ فرماتے ہیں:-

''میں یہ بھی کھول کر کہتا ہوں کہ جو جاہل...... کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے۔ وہ نبی معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افترا کرتے ہیں اور اسلام کی ہتک کرتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اس کے ثمرات، انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان نشانات آپؐ کے اخلاق کی پاک تاثیرات نے اُسے پھیلایا ہے اور وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہو گئی ہیں۔ بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں اور یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ اس لئے کہ آپؐ کی تعلیمات اور ہدایات ہمیشہ اپنے ثمرات دیتی رہتی ہیں اور آئندہ جب اسلام ترقی کرے گا تو اس کی یہی راہ ہو گی نہ کوئی اور پس جب اسلام کی اشاعت کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی تو اس وقت ایسا خیال بھی کرنا گناہ ہے۔...... مجھے بڑے ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عیسائیوں اور دوسرے معترضین نے اسلام پر حملے کے وقت ہرگز ہرگز اصلیت پر غور نہیں کیا'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 548-549)

❀❀❀❀❀❀

مشعل راہ

پوری انسانیت کی بقا کے لیے دعاؤں کی طرف توجہ کرنی ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے 11 راگست 2006ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

ہم خوش قسمت ہیں، جیسے کہ مَیں نے کہا، کہ زمانے کے امام نے دعا کی فلاسفی کو کھول کر ہمارے سامنے رکھا اور واضح فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت مجیب کا صحیح فہم وادراک عطا فرمایا۔ پس آج ہم نے نہ صرف اپنی بقا کے لئے، اپنی ذات کی بقا کے لئے، اپنے خاندان کی بقا کے لئے، جماعت احمدیہ کی ترقیات کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہے بلکہ امت مسلمہ اور اس سے بھی آگے بڑھ کر پوری انسانیت کی بقا کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ کرنی ہے۔ جس کی آج بہت ضرورت ہے۔ پس ہر احمدی کو ان دنوں میں (ان دنوں سے میری مراد ہے ہمیشہ ہی) اور آج کل خاص طور پر جب حالات بڑے بگڑ رہے ہیں، بہت زیادہ اپنے رب کے حضور جھک کر دعائیں کرنی چاہئیں۔ مضطر کی طرح اسے پکاریں۔ بے قرار ہو کر اسے پکاریں۔ آج امت مسلمہ جس دور سے گزر رہی ہے اور مسلمان ممالک جن پریشانیوں میں مبتلا ہیں اس کا حل سوائے دعا کے اور کچھ نہیں۔ اور دعا کے اس محفوظ قلعے میں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا آج احمدی کے سوا اور کوئی نہیں۔ پس امت مسلمہ کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اندرونی اور بیرونی فتنوں سے نجات دے۔ ان کو اس پیغام کو سمجھنے کی توفیق دے جو آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم امت کو دیا تھا۔ یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا سے ظلم ختم کرے۔ انسان اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف رجوع کرے۔ اسے پہچان کر اپنی ضدوں اور اناؤں کے جال سے باہر نکلے۔ خدا تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کو آواز نہ دے بلکہ اس کی طرف جھکے۔ اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کو سمجھنے والا ہو، اس بات کو سمجھنے والا ہو کہ میری طرف آؤ، خالص ہو کر مجھے پکارو تا کہ میں تمہاری دعاؤں کو سن کر اس دنیا کو جس کو تم سب کچھ سمجھتے ہو، جو کہ حقیقت میں عارضی اور چندروزہ ہے، تمہارے لئے امن کا گہوارہ بنا دوں تا کہ پھر نیک اعمال کی وجہ سے تم لوگ میری دائمی جنت کے وارث بنو۔

جیسا کہ مَیں نے کہا ہم احمدی تو صرف دعا ہی کر سکتے ہیں اور درد دل کے ساتھ ظالم اور مظلوم دونوں کے لئے دعا کر سکتے ہیں اور اپنے خدا سے یہ عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ اس امت پر رحم فرما اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کے صدقے رحم فرماتے ہوئے ان لوگوں کو عقل اور سمجھ عطا فرما، ان کو دوست اور دشمن کی پہچان کی توفیق عطا فرما، ان کو اس زمانے کے امام کو پہچاننے کی توفیق عطا فرما۔

پھر جیسا کہ مَیں نے کہا اس دنیا کے لئے، انسانیت کے لئے بھی دعا کریں۔ دنیا بڑی تیزی سے اپنی اناؤں اور ضدوں کی وجہ سے تباہی کے گڑھے کی طرف جا رہی ہے۔ اپنے خدا کو بھلا چکی ہے اور نتیجۃً اللہ تعالیٰ کے غضب کو آواز دے رہی ہے۔ ظلم اتنا بڑھ چکا ہے کہ اسے انصاف کا نام دیا جا رہا ہے، اللہ ہی ان لوگوں پر رحم کرے۔

پہلے بھی مَیں نے کہا ہے اپنے لئے بھی اور جماعت کے لئے بھی بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ احمدیت کے مخالفین اور دشمنوں کو ناکام و نامراد کر دے۔ جیسا کہ ہمیشہ سے الٰہی جماعتوں سے ہوتا آیا ہے کہ مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ تو چلتا چلا جائے گا اور یہ ہوتا رہا ہے تبھی ترقیات بھی ہوتی ہیں۔ یہ بھی ایک سچائی کی دلیل ہے کہ جب دلیل دوسرے کے پاس نہ ہو تو پھر وہ سختیاں کرتا ہے۔ تو ان مخالفتوں سے نہ تو احمدی ڈرتے ہیں اور نہ انشاء اللہ ڈریں گے۔ یہی چیز ایمان میں ترقی اور جماعت کی ترقی کا باعث بنتی ہے اور یہ مخالفتیں ہمیشہ کھاد کا کام دیتی ہیں لیکن اس مخالفت کی وجہ سے مخالفین کا جو بدانجام ہونا ہے، انسانی ہمدردی کے ناطے ہم ایسے لوگوں کے لئے بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور یہ اپنے بدانجام سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اس سے بچ سکیں۔ اور اپنے لئے بھی یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہماری کوتاہیوں اور غلطیوں کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کے ان انعاموں سے محروم نہ رہ جائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمائے ہوئے ہیں۔ دشمن کا ہر شر اور ہر کوشش ہمارے ایمان میں ترقی اور خیر کے سامان لانے والی ہو۔ ہم میں سے ہر ایک استقامت دکھانے والا ہو۔ ہماری نیک تمنائیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں اور اس کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی تمام ان نیک صفات کی پناہ میں لے لے جن کا ہمیں علم ہے یا نہیں اور اپنی مخلوق کے ہر شر سے ہمیں بچائے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل یکم تا 7 ستمبر 2006ء)

❁❁❁❁❁❁

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
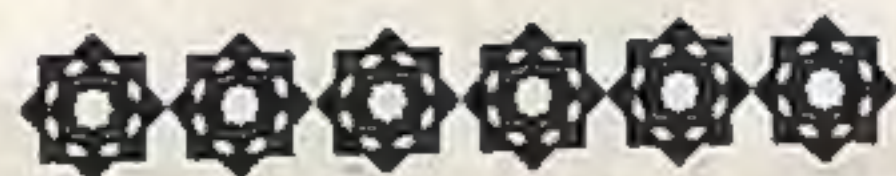
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق باللہ اور قبولیت دعا

(یہ واقعات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 راگست 2006ء سے ماخوذ ہیں)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

......حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک دفعہ سخت قحط پڑ گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک بدو کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! مال مویشی خشک سالی سے ہلاک ہوگئے، پس اللہ سے ہمارے لئے دعا کریں۔ آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں آسمان پر ایک بھی بادل کا ٹکڑا نظر نہیں آتا تھا، لیکن خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آپ نے ابھی ہاتھ نیچے نہیں کئے تھے کہ بادل پہاڑوں کی مانند امڈ آئے، ابھی آپ منبر سے بھی نہیں اترے تھے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک پر بارش کے قطرات دیکھے، پھر لگاتار اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر وہی بدو کھڑا ہوا اور راوی کہتے ہیں کہ وہ بدو یا کوئی اور شخص، بہرحال جو بھی شخص کھڑا ہوا اس نے کہا اے اللہ کے رسول! اب تو مکانات گرنے لگے ہیں اور مال بہنا شروع ہوگیا ہے، پس آپ ہمارے لئے دعا کریں۔ آپ نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور دعا کی اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اے اللہ ان بادلوں کو ہمارے اردگرد لے جا اور ہم پر نہ برسا۔ آپ جس بادل کی ٹکڑی کی طرف بھی اشارہ کرتے تو وہ پھٹ جاتی اور اس بارش سے مدینہ ایک حوض کی مانند ہوگیا تھا۔ کہتے ہیں کہ وادی کنات ایک مہینے تک بہتی رہی، جو شخص بھی کسی علاقے سے آتا تو اس بارش کا ذکر کرتا تھا۔ (بخاری کتاب الجمعۃ باب الاستسقاء فی الخطبۃ یوم الجمعۃ)

......حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! اپنے خادم انس کے لئے دعا کریں۔ آپ نے دعا کی اے اللہ! اس کے اموال اور اس کی اولاد میں برکت ڈال دے اور جو کچھ تو اسے عطا کرے اس میں برکت ڈال۔

(بخاری کتاب الدعوات باب دعوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لخادمہ بطول العمر وبکثرۃ مالہ)

چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت انسؓ کا ایک باغ تھا، اس دعا کے بعد سال میں دو دفعہ پھل دیتا تھا۔ پھر آپؐ نے حضرت انسؓ کے لئے کثرت مال اور اولاد کی جو دعا مانگی تھی اس کے نتیجہ میں حضرت انسؓ کی زندگی میں 80 کے قریب آپ کے بیٹے اور پوتے اور پوتیاں اور نواسے نواسیاں تھیں اور آپ نے 103 یا بعض روایتوں میں آتا ہے کہ 110 سال تک عمر پائی۔

(اسد الغابہ جلد 1 زیر اسم انس بن مالک بن النضر صفحہ 178 مطبع دار الفکر بیروت 1993ء)

......حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو الدوسی اور ان کے ساتھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! دوس قبیلے نے

اسلام کی دعوت کا انکار کر دیا ہے اس لئے آپ ان کے خلاف بددعا کریں۔ کسی نے کہا کہ اب تو دوس قبیلہ ہلاک ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا کی کہ اے اللہ تو دوس قبیلے کو ہدایت دے اور ان کو لے آ۔

(بخاری کتاب الجہاد والسیر باب الدعاء للمشرکین بالھدیٰ لیتألفھم)

اس واقعہ کی تفصیل کچھ اس طرح سے ملتی ہے کہ طفیل بن عمرو ایک معزز انسان اور عقلمند شاعر تھے۔ جب وہ مکہ آئے تو قریش کے بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ اے طفیل! آپ ہمارے شہر میں آئے ہیں اور اس شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عجیب فتنہ برپا کر رکھا ہے، نعوذ باللہ۔ اس نے ہماری جماعت کو منتشر کر دیا ہے۔ وہ بڑا جادو بیان ہے۔ باپ بیٹے، بھائی بھائی اور میاں بیوی کے درمیان اس نے جدائی ڈال دی ہے۔ ہمارے ساتھ جو بیت رہی ہے وہی خطرہ ہمیں تمہاری قوم کے بارہ میں بھی ہے۔ پس ہمارا یہ مشورہ ہے کہ نہ تم اس شخص سے بات کرنا اور نہ اس کی کوئی بات سننا۔ طفیل کہتے ہیں کہ کفار مکہ نے اتنی تاکید کی کہ میں نے یہ ارادہ کر لیا کہ میں اس شخص کی بات نہیں سنوں گا اور کوئی بات کروں گا بھی نہیں۔ لیکن مجھے پتہ تھا کہ بیت اللہ میں موجود ہیں تو وہاں جاتے ہوئے میں نے اپنے کانوں میں روئی ڈال لی تا کہ غیر ارادی طور پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میرے کانوں میں نہ پہنچے۔ کہتے ہیں کہ جب میں بیت اللہ میں پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے پاس کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ میں بھی قریب جا کے کھڑا ہو گیا تو کہتے ہیں کہ آپ کی تلاوت کے چند الفاظ کے سوا میں کچھ نہ سن سکا۔ مگر جو سنا وہ مجھے اچھا کلام محسوس ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا، میرا برا ہو میں ایک عقلمند شاعر ہوں، برے بھلے کو خوب جانتا ہوں، آخر اس شخص کی بات سننے میں حرج کیا ہے۔ اگر تو اچھی بات ہو گی تو میں اسے قبول کر لوں گا اور بری ہو گی تو چھوڑ دوں گا۔ طفیل کہتے ہیں کہ کچھ دیر انتظار کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے تو میں آپ کے پیچھے ہو لیا، جب آپ گھر میں داخل ہونے لگے تو میں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی قوم نے آپ کے بارے میں یہ کہا ہے اور میں اللہ کی قسم دے کے کہتا ہوں کہ مجھے اتنا ڈرایا ہے کہ میں نے اپنے کانوں میں روئی ڈالی ہوئی تھی کہ آپ کی بات نہ سن سکوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے پھر بھی مجھے آپ کا کلام سنوا دیا اور جو میں نے سنا ہے وہ بہت عمدہ ہے۔ آپ خود مجھے اپنے دعوے کے بارے میں بتائیں۔ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام کے بارے میں بتایا اور قرآن شریف بھی پڑھ کر سنایا۔ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے اس سے خوبصورت کلام اور اس سے زیادہ صاف اور سیدھی بات کوئی نہیں دیکھی۔ چنانچہ میں نے اسلام قبول کر لیا اور حق کی گواہی دی اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! میں اپنی قوم کا سردار ہوں اور لوگ میری بات مانتے ہیں۔ میرا ارادہ واپس جا کر اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلانے کا ہے، آپ میرے لئے دعا کریں۔ کہتے ہیں اگلے دن جب میں اپنے قبیلے میں پہنچا تو میرے بوڑھے والد مجھے ملنے آئے تو میں نے انہیں کہا کہ آج سے میرا اور آپ کا تعلق ختم ہے۔ والد نے سبب پوچھا۔ میں نے کہا کہ میں نے تو اسلام قبول کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

بیعت کر لی ہے۔ والد کہنے لگے کہ اچھا پھر میرا بھی وہی دین ہے جو تمہارا ہے۔ (ان کو اپنے بیٹے کی نیکی اور لیاقت پر یقین تھا)۔ پھر میں نے انہیں کہا کہ غسل کر کے اور صاف کپڑے پہن کر آئیں میں آپ کو اسلام کی تعلیم کے بارے میں کچھ بتاتا ہوں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر کہتے ہیں میں نے انہیں اسلام کی تعلیم سے آگاہ کیا۔ پھر کہتے ہیں کہ میری بیوی میرے پاس آئی۔ مَیں نے اس سے کہا کہ تم مجھ سے جدا رہو، تم سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ اس نے وجہ پوچھی۔ مَیں نے اسے بتایا کہ مَیں اسلام قبول کر چکا ہوں۔ چنانچہ اس نے بھی سنا اور اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے قبیلے دوس کو اسلام کی طرف دعوت دی مگر انہوں نے میری دعوت پر توجہ نہ کی تو میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مکہ حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے نبی! دوس قبیلے کے لوگ اسلام قبول نہیں کرتے۔ آپ ان کے خلاف بددعا کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی اے اللہ! دوس قبیلے کو ہدایت فرما، جیسا کہ پہلے روایت میں آیا ہے اور اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طفیل کو یہ توجہ بھی دلائی کہ آپ واپس جا کر نرمی اور محبت سے پیغام حق پہنچائیں۔ چنانچہ وہ گئے اور آرام سے تبلیغ شروع کر دی۔ لیکن آگے آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کس طرح قبول ہوئی، یہ قبیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے طفیل جنگ احزاب کے بعد اسلام لایا۔ اس کے بعد پھر طفیل بن عمرو مدینہ ہجرت کر آئے اور ان کے ساتھ 70 خاندان اور بھی تھے۔ حضرت ابو ہریرہ بھی اس قبیلے کے تھے جوان 70 خاندانوں کے ساتھ مدینہ میں ہجرت کر آئے تھے۔

(سیرۃ النبویۃ لابن ھشام قصۃ اسلام طفیل لابن عمرو الدوسی، صفحہ 278,277)

......حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے طفیل اپنی والدہ کے قبول اسلام کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی مشرک والدہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا تھا، ایک دن میں نے انہیں تبلیغ کی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ناپسندیدہ باتیں کہیں۔ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتا ہوا حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا تو وہ انکار کرتی تھی، آج میں نے دعوت دی تو انہوں نے آپ کے متعلق نازیبا باتیں کیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں۔ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ میری والدہ کو ہدایت دے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے۔ کہتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے خوش خوش واپس ہوا۔ جب میں گھر کے دروازے کے پاس آیا تو وہ بند تھا، میری والدہ نے میرے قدموں کی آواز سنی تو کہا اے ابو ہریرہ ادھر ہی ٹھہر جاؤ۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی تو اس کے بعد انہوں نے دیکھا کہ ان کی والدہ نے غسل کیا، کپڑے پہنے، دوپٹہ اوڑھا اور دروازہ کھول دیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اے ابو ہریرہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔......

(مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل ابی ہریرۃ الدوسی)

......حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے گزشتہ امتیں پیش کی گئیں، میں نے دیکھا کہ کسی نبی کے ساتھ ایک گروہ ہے اور کسی کے ساتھ چند افراد ہیں اور کسی نبی کے ساتھ دس افراد ہیں اور کسی نبی کے ساتھ پانچ افراد ہیں اور کوئی نبی اکیلا ہی ہے۔ اسی اثناء میں میں نے ایک بڑا گروہ دیکھا، میں نے پوچھا اے جبریل! کیا یہ میری امت ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ آپ افق کی طرف دیکھیں، جب میں نے نظر اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ مسلم کی ایک دوسری روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ مجھے کہا کہ دوسری طرف بھی افق پہ دیکھو، جب ادھر دیکھا تو وہاں بھی لوگوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ تو جبریل نے مجھے بتایا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان میں 70 ہزار لوگ ایسے ہیں جو بلا حساب اور بغیر سزا کے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے پوچھا یہ کیوں؟ تو جبریل نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دم درود نہیں کرتے اور نہ ہی بدفال لیتے ہیں بلکہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔......

(بخاری کتاب الرقاق باب یدخل الجنة سبعون الفا بغیر حساب)

پس یہ جو روایت ہے، یہ پیشگوئی ہے، جس میں آپ کی دعاؤں کی تاقیامت قبولیت کا نظارہ دکھایا گیا ہے۔ آپ کو جنگ احزاب میں تو تین بڑی طاقتوں کی کنجیاں دی گئی تھیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ بتا رہا ہے کہ تمام دنیا کی اکثر آبادی آپ کی امت میں شامل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بتا رہا ہے کہ آپ کے غلام صادق جس نے آخرین کو پہلوں سے ملانا ہے، کی جماعت نے، احمدیت یعنی حقیقی (دین) کو تمام باطل دینوں پر غالب کرنا ہے۔ اس میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ آپ کی امت میں تاقیامت نیکیوں پر قائم رہنے والے اور صالح عمل کرنے والوں کی بڑی تعداد موجود رہے گی اور آپ کو تسلی دلائی ہے کہ آپ کی دعاؤں کا اثر تاقیامت آپ کی سچی پیروی کرنے والوں کو پہنچتا رہے گا، آپ کی دعاؤں سے وہ حصہ لیتے رہیں گے۔ اور آپ نے یہ بھی نصیحت کر دی کہ صرف میری دعا سے ہی نہیں بلکہ نیک اعمال کر کے ان نیک لوگوں میں شامل ہونے کی کوشش کرو جو بغیر حساب جائیں گے، تمہارے نیک عمل اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے ہوں اور وہ تمہاری غلطیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے تمہیں جنت میں ڈال دے، کوشش کرو کہ اس کے فضلوں کو جذب کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ مقام حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں جتنی دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہوگی اتنی زیادہ اور اتنی جلدی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے حصہ لیتے چلے جائیں گے، ان برکات کے وارث بنتے چلے جائیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کرنے والوں کا حصہ ہیں، اتنی جلدی ہم دشمن اسلام اور دشمن احمدیت کو خائب و خاسر ہوتا دیکھ لیں گے، اتنی جلدی ہم فرعونوں اور ہامانوں کی تباہی کے نظارے دیکھ لیں گے۔ پس فانی فی اللہ کی دعاؤں سے فیض پانے کے لئے اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق کرتے ہوئے اس کے آگے جھکتے چلے جانے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (الفضل انٹرنیشنل 8 ستمبر 2006ء)

❁❁❁❁❁❁

سیرت حضرت مسیح موعودؑ

گالیاں سن کر دُعا دو پا کے دُکھ آرام دو　　کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

حضرت مسیح موعودؑ کا دشمنوں سے حسن سلوک

(مرسلہ: مکرم محمد فاتح احمد ناصر صاحب۔ احمد نگر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم دشمن کے مقابلہ پر صبر اختیار کرو۔ تم گالیاں سن کر چپ رہو۔ گالی سے کیا نقصان ہوتا ہے۔ گالی دینے والے کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی زدو کوب بھی کرے تب بھی صبر سے کام لو۔ یہ یاد رکھو کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کے دل سخت نہ ہوتے تو وہ کیوں ایسا کرتے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ ہماری جماعت امن جُو ہے۔ اگر وہ ہنگامہ پرداز ہوتی تو بات بات پر لڑائی ہوتی اور پھر اگر ایسے لڑنے والے ہوتے اور ان میں صبر و برداشت نہ ہوتی تو پھر ان میں اور ان کے غیروں میں کیا امتیاز ہوتا۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ ہم بدی کرنے والے سے نیکی کرتے ہیں۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 130)

میرا مقدمہ آسمان پر ہے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے بیان فرماتے ہیں:۔

''ایک دفعہ بعض عیسائی مشنریوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اقدامِ قتل کا سراسر جھوٹا مقدمہ دائر کیا اور اِن مسیحی پادریوں میں ڈاکٹر مارٹن کلارک پیش پیش تھے۔ مگر خدا نے عدالت پر آپؑ کی صداقت کھول دی اور آپؑ اس مقدمہ میں جس میں عیسائیوں کے ساتھ مل کر آریوں اور بعض غیر احمدی مخالفین نے بھی آپؑ کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا کہ کسی طرح آپؑ سزا پا جائیں عزت کے ساتھ بَری کئے گئے۔ جب عدالت نے اپنا فیصلہ سنایا تو کیپٹن ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ......آپؑ سے مخاطب ہو کر پوچھا:۔

''کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک پر (اس جھوٹی کارروائی کی وجہ سے) مقدمہ چلائیں؟ اگر آپؑ مقدمہ چلانا چاہیں تو آپ کو اس کا قانونی حق ہے۔'' آپ نے بلا توقف فرمایا کہ ''میں کوئی مقدمہ کرنا نہیں چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر ہے۔''

جانی دشمن کی عزت و آبرو کی حفاظت

''مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی رئیس فرقہ اہل حدیث کو کون نہیں جانتا۔ وہ جوانی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے دوست اور ہم مکتب ہوتے تھے اور حضورؑ کی پہلی تصنیف ''براہین احمدیہ'' پر انہوں نے بڑا شاندار ریویو بھی لکھا تھا اور یہاں تک لکھا تھا کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں اسلام کی تائید میں کوئی کتاب اِس شان کی نہیں لکھی گئی مگر مسیح موعود کے دعویٰ پر یہی مولوی صاحب مخالف ہوگئے اور مخالف بھی ایسے کہ انتہا کو پہنچ گئے اور حضرت مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور دجال اور ضال قرار دیا۔آپؑ کے خلاف ملک بھر میں مخالفت کی خطرناک آگ بھڑکا دی۔ انہی مولوی محمد حسین صاحب کا ذکر ہے کہ وہ ایک دفعہ ڈاکٹر مارٹن کلارک کے اقدام قتل والے مقدمہ میں آپؑ کے خلاف عیسائیوں کی طرف سے بطور گواہ پیش ہوئے۔ اُس وقت حضرت مسیح موعودؑ کے وکیل مولوی فضل دین صاحب نے جو ایک غیر احمدی بزرگ تھے مولوی محمد حسین صاحب کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے اُن کے خاندان اور حسب نسب کے متعلق بعض طعن آمیز سوالات کرنے چاہے مگر حضرت مسیح موعودؑ نے اُنہیں یہ کہہ کرسختی سے روک دیا کہ مَیں آپ کو ایسے سوالات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا اور یہ الفاظ فرماتے ہوئے آپؑ نے جلدی سے مولوی فضل دین صاحب کے منہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تا کہ کہیں اُن کی زبان سے کوئی نامناسب لفظ نہ نکل جائے۔ اور اس طرح اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر اپنے جانی دشمن کی عزت و آبرو کی حفاظت فرمائی۔ اس کے بعد مولوی فضل دین صاحب موصوف ہمیشہ اس واقعہ کا حیرت کے ساتھ ذکر کیا کرتے تھے کہ مرزا صاحب عجیب اخلاق کے انسان ہیں کہ ایک شخص اُن کی عزت بلکہ جان پر حملہ کرتا ہے اور اس کے جواب میں جب اس کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے اس پر بعض سوالات کئے جاتے ہیں تو آپؑ فوراً روک دیتے ہیں کہ مَیں ایسے سوالات کی اجازت نہیں دیتا۔''

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ ایم۔اے۔ صفحہ 53-54)

ہمارے لیے خدا کی عدالت کافی ہے

''میرٹھ سے احمد حسین شوکت نے ایک اخبار شحنہ ہند جاری کیا ہوا تھا۔ یہ شخص اپنے آپ کو مجدد السنہ مشرقیہ کہا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں اس نے اپنے اخبار کا ایک ضمیمہ جاری کیا۔ جس میں ہر قسم کے گندے مضامین مخالفت میں شائع کرتا۔ اور اس طرح ہر جماعت کی دل آزاری کرتا میرٹھ کی جماعت کو خصوصیت سے تکلیف ہوتی۔ کیونکہ وہاں ہی سے وہ گندہ پرچہ نکلتا تھا۔ 2/اکتوبر 1902ء کا واقعہ ہے کہ میرٹھ کی جماعت کے پریذیڈنٹ جناب شیخ عبدالرشید صاحب جو ایک معزز زمین دار اور تاجر ہیں تشریف فرما تھے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ضمیمہ شحنہ ہند کے توہین آمیز مضامین پر عدالت میں نالش کردوں۔

حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔

''ہمارے لئے خدا کی عدالت کافی ہے۔ یہ گناہ میں داخل ہوگا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدم

کریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔"

جو لوگ اس گندے لٹریچر سے واقف نہیں وہ اس فیصلہ کی اہمیت سمجھ نہیں سکتے۔ مگر جنہوں نے اس کو دیکھا ہے وہ یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ اگر اس شخص سے عدالت کے ذریعے انتقام لیا جاتا تو عقلاً عرفاً اخلاقاً جائز ہوتا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہرگز پسند نہ فرمایا۔"

(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب صفحہ 113)

حضرت جی میرے لیے دعا کریں

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ آریہ قوم کی دشمنی سب کو معلوم ہے۔ اس قوم نے ہر میدان میں حضرت مسیح موعودؑ سے شکست کھائی اور سینکڑوں نشان دیکھے مگر اپنی ازلی شقاوت کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں ہر آن ترقی کرتی گئی۔ اس قوم کا ایک فرد قادیان میں رہتا تھا جس کا نام لالہ شرم پت تھا۔ لالہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ سے اکثر ملتے رہتے تھے اور آپ کی بہت سی پیشگوئیوں کے گواہ تھے مگر جب حضرت مسیح موعودؑ نے اُن کو شہادت کے لئے بلایا انہوں نے پہلو تہی کی۔ یعنی نہ تو اقرار کی جرأت کی اور نہ انکار کی ہمت پائی۔ مگر کٹر آریہ ہونے کے باوجود حضرت مسیح موعودؑ اُن کا بہت خیال رکھتے تھے اور بڑی ہمدردی فرماتے تھے۔ شیخ یعقوب علی عرفانی مرحوم روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ لالہ شرم پت صاحب بہت بیمار ہو گئے اور اُن کے پیٹ پر ایک خطرناک قسم کا پھوڑا نکل آیا اور وہ سخت گھبرا گئے اور اپنی زندگی سے مایوس ہونے لگے۔ جب حضرت مسیح موعودؑ کو ان کی بیماری کا علم ہوا تو حضور خود ان کی عیادت کے لئے اُن کے تنگ و تاریک مکان پر تشریف لے گئے اور انہیں تسلی دی اور ان کے علاج کے لئے اپنے ڈاکٹر کو مقرر کر دیا کہ وہ لالہ صاحب کا باقاعدگی کے ساتھ علاج کریں۔ ان ڈاکٹر صاحب کا نام ڈاکٹر محمد عبداللہ تھا اور قادیان میں اُس وقت وہی اکیلے ڈاکٹر تھے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ ہر روز لالہ صاحب کی عیادت کے لئے ان کے مکان پر تشریف لے جاتے رہے۔ ان ایام میں لالہ شرم پت صاحب کی گھبراہٹ کی یہ حالت تھی کہ اسلام کا دشمن ہونے کے باوجود جب بھی حضور اُن کے پاس جاتے تھے وہ حضور سے عرض کیا کرتے تھے کہ "حضرت جی! میرے لئے دعا کریں۔" اور حضرت مسیح موعودؑ ہمیشہ اُن کو تسلی دیتے تھے اور دعا بھی فرماتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ عیادت اس وقت تک جاری رہی کہ لالہ صاحب بالکل صحت یاب ہو گئے۔ دوست غور کریں کہ اس سے بڑھ کر ایک دشمن قوم کے فرد کے ساتھ رواداری اور ہمدردی اور دلداری کا سلوک اور کیا ہو سکتا ہے؟

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے صفحہ 129 تا 131)

حلم اور ضبطِ نفس کا عملی ثبوت

محبوب رائیوں والے مکان کا واقعہ ہے۔ ایک جلسہ میں جہاں تک مجھے یاد ہے ایک برہمولیڈر (غالباً انباش موزمدار بابو تھے) حضرت سے کچھ استفسار کر رہے تھے۔ اور حضرت جواب دیتے تھے۔ اسی اثناء میں ایک بدزبان مخالف آیا۔ اور اس نے حضرت کے بالمقابل نہایت دل آزار اور گندے حملے آپ پر کئے۔ وہ نظارہ میرے اس وقت بھی سامنے ہے۔ آپ منہ پر ہاتھ رکھے ہوئے جیسا کہ اکثر آپ کا معمول تھا کہ پگڑی کے شملہ کا ایک حصہ منہ پر رکھ کر یا بعض اوقات صرف ہاتھ رکھ کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ خاموش بیٹھے رہے اور وہ شور پشت بکتا رہا۔ آپ اس طرح پر مست اور مگن بیٹھے تھے۔ کہ گویا کچھ ہو نہیں رہا۔ یا کوئی نہایت ہی شیریں مقال گفتگو کر رہا ہے۔ برہمولیڈر نے اسے منع کرنا چاہا۔ مگر اس نے پرواہ نہ کی۔ حضرت نے ان کو فرمایا کہ آپ اسے کچھ نہ کہیں، کہنے دیجئے۔ آخر وہ خود ہی بکواس کر کے تھک گیا اور اٹھ کر چلا گیا۔ برہمولیڈر بے حد متاثر ہوا اور اس نے کہا کہ یہ آپ کا بہت بڑا اخلاقی معجزہ ہے اس وقت حضور اسے چپ کرا سکتے تھے اپنے مکان سے نکال سکتے تھے۔ اور بکواس کرنے پر آپ کے ایک ادنیٰ اشارہ سے اس کی زبان کاٹی جا سکتی تھی۔ مگر آپ نے اپنے کامل حلم اور ضبط نفس کا عملی ثبوت دیا۔

(سیرت حضرت مسیح موعود صفحہ 443-444 از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب)

❁❁❁❁❁❁

دعا ایک زبردست طاقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

''دعا ایک زبردست طاقت ہے جس سے بڑے بڑے مشکل مقام حل ہو جاتے ہیں اور دشوار گزار منزلوں کو انسان بڑی آسانی سے طے کر لیتا ہے۔ کیونکہ دعا اس فیض اور قوت کو جذب کرنے والی ہے جو اللہ تعالیٰ سے آتی ہے۔ جو شخص کثرت سے دعاؤں میں لگا رہتا ہے وہ آخر اس فیض کو کھینچ لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہو کر اپنے مقاصد کو پا لیتا ہے۔ ہاں نری دعا خدا تعالیٰ کا منشاء نہیں ہے بلکہ اوّل تمام مساعی اور مجاہدات کو کام میں لائے اور اس کے ساتھ دعا سے کام لے، اسباب سے کام لے۔ اسباب سے کام نہ لینا اور نری دعا سے کام لینا یہ آداب دعا سے ناواقفی ہے اور خدا تعالیٰ کو آزمانا ہے۔ اور نرے اسباب پر گر رہنا اور دعا کو لاشے محض سمجھنا یہ دہریت ہے۔ یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے ارد گرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہ ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا اور اس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔ اس لئے یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ ہی یہی دعا ہے۔ یہی دعا اس کے لئے پناہ ہے اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 148-149)

خلافت کے دائمی نظام کے متعلق بشارات

(لقمان احمد شاد)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

''تم میں سے جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جواُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں''۔

(سورۃ النور:56 ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

مخبر صادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

ترجمہ:''حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافۃ علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔''

(مسند احمد صفحہ 273/4۔ مشکوۃ کتاب الرقاق باب الانذار والتحذیر)

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آیت استخلاف کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

ترجمہ:''اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں اپنے فضل اور عنایت سے اسی دنیا میں ضرور خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے قبل نیکوکاروں اور متقیوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ پس قرآن کریم سے ثابت ہوگیا کہ مسلمانوں میں روزِ قیامت تک خلفاء آتے رہیں گے۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 1 صفحہ 222-223)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:۔

''وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا...... یعنی خدا وعدہ دے چکا ہے کہ اس دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفے پیدا کرے گا اور قیامت تک اس کو قائم کرے گا۔ یعنی جس طرح موسیٰؑ کے دین میں مدت ہائے دراز تک خلیفے اور بادشاہ بھیجتا رہا ایسا ہی اس جگہ بھی کرے گا اور اس کو معدوم ہونے نہیں دے گا۔''

(جنگ مقدس روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 290)

خلافت احمدیہ کے دائمی ہونے کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔''

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305 تا 306)

حضرت مسیح موعودؑ نظام خلافت کے قیامت تک جاری رہنے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں میں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔''

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

آپ مزید فرماتے ہیں:۔

''ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں اور جس قدر مہدی دنیا میں آئے یا آئیں گے ان کا شمار خاص اللہ جل شانہ کو معلوم ہے۔ وحی رسالت ختم ہوگئی مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہیں ہوگی۔ یہ سلسلہ ائمہٗ راشدین اور خلفاء ربانیین کا کبھی بند نہیں ہوگا۔''

(بدر 14 جون 1906ء صفحہ 3)

طالمود کی پیشگوئی

حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی اور اس کی روحانی بادشاہت کے متعلق یہود کی شریعت کی کتاب طالمود میں لکھا ہے:

ترجمہ: ''مسیح کے قیام کے متعلق ربیوں میں اختلاف پایا جاتا ہے کچھ کہتے ہیں کہ چالیس سال کچھ کہتے ہیں ستر سال کچھ کا کہنا ہے کہ تین نسلیں لیکن کچھ کہتے ہیں کہ اس کا عرصہ دنیا کی پیدائش سے یا نوح کے زمانے سے لے کر اب تک کے زمانے تک کا ہوگا کچھ دوسرے کہتے ہیں کہ مسیح کی (روحانی) بادشاہت ہزاروں سال تک لمبی ہوگی کیونکہ جب کوئی اچھی حکومت قائم ہوتی ہے تو وہ جلدی ختم نہیں ہوتی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب وہ (یعنی مسیح) فوت ہو جائے گا تو اس کی (روحانی) سلطنت اس کے بیٹے اور پوتے میں منتقل ہو جائے گی۔ اس رائے کے ثبوت میں یسعیاہ باب 42 آیت 4 کو پیش کیا جاتا ہے جس میں کہا گیا ہے وہ ماندہ نہ ہوگا اور ہمت نہ ہارے گا جب تک کہ عدل کو قائم نہ کر لے۔''

(''طالمود'' از جوزف بارکلے ایل ایل۔ ڈی مطبوعہ لندن 1878ء صفحہ 37)

زرتشتی صحیفہ سفرنگ دساتیر کی پیشگوئی

ایک پیشگوئی جو زرتشتی مذہب کے صحیفہ سفرنگ دساتیر (صفحہ 189-190 مطبوعہ 1280ھ) میں دین زرتشت کے مجدد ساسانِ اول نے تحریر کی۔ اصل پیشگوئی پہلوی زبان میں ہے جس کو زرتشتی اصحاب نے فارسی زبان میں ڈھالا ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

ترجمہ: ''پھر شریعت عربی پر ہزار سال گزر جائیں گے تو تفرقوں سے دین ایسا ہو جائے گا کہ اگر خود شارع (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی اسے پہچان نہ سکے گا...... اور ان کے اندر انشقاق اور اختلاف پیدا ہو جائے گا اور روز بروز اختلاف اور باہمی دشمنی میں بڑھتے چلے جائیں گے...... جب ایسا ہوگا تو تمہیں خوشخبری ہو کہ اگر زمانہ میں ایک دن بھی باقی رہ جائے تو تیرے لوگوں سے (فارسی الاصل) ایک شخص کو کھڑا کروں گا جو تیری گم شدہ عزت و آبرو واپس لائے گا اور اسے دوبارہ قائم کرے گا۔ میں پیغمبری و پیشوائی (نبوت وخلافت) تیری نسل سے نہیں اٹھاؤں گا۔''

(ترجمہ از سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ 66-67)

حضرت گرو بابا نانک کی پیشگوئی

مکرم عباد اللہ گیانی صاحب کے ایک مضمون میں مذکور ہے کہ۔

حضرت گرو بابا نانکؒ نے ''پورے گرو'' یعنی حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق پیشگوئی فرمانے کے بعد ایک دائمی نظام، نظام خلافت کی خبر بھی دی ہے۔ چنانچہ جنم

ساکھی بھائی بالا صفحہ 526 پر لکھا ہے۔

ترجمہ: ''اس پورے گرو کے بعد ایسا نظام قائم ہوگا جو دائمی اور غیر منقطع ہوگا۔''

(روزنامہ الفضل 26 مئی 1959ء صفحہ 16)

خلافت راشدہ کے اوقات

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ فرماتے ہیں:

''پس جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی موج سربلند ہوتی ہے اور آئمہ ہدیٰ میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تخت خلافت پر جلوہ افروز کر دیتی ہے۔ اور وہی امام اس زمانے کا خلیفہ راشد ہے۔ اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ خلافت راشدہ کا زمانہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت ہوگی تو اس سے مراد یہ ہے کہ خلافت راشدہ متصل اور تواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیام قیامت تک خلافت راشدہ کا زمانہ وہی تیس سال ہے اور بس، بلکہ حدیث مذکورہ کا مفہوم یہی ہے کہ خلافت راشدہ تیس سال گزرنے کے بعد منقطع ہوگی نہ یہ کہ اس کے بعد پھر خلافت راشدہ کبھی آ ہی نہیں سکتی۔ بلکہ ایک دوسری حدیث خلافت راشدہ کے انقطاع کے بعد پھر عود کرنے پر دلالت کرتی ہے۔

خلافت حضرت مہدیؑ: اور یہ بھی امر ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت، خلافت راشدہ سے افضل انواع میں سے ہوگی یعنی وہ خلافت ''منتظمہ محفوظہ'' ہوگی۔''

(منصب امامت از حضرت شاہ اسمٰعیل شہید صفحہ 117-118 ناشر مکی دارالکتب اردو بازار لاہور 1994ء)

❁❁❁❁❁❁

رزلٹ آل پاکستان مقابلہ مضمون نویسی مجلس خدام الاحمدیہ، سہ ماہی سوم بعنوان ''خلافت احمدیہ''

اوّل:	مکرم قیصر محمود صاحب	ربوہ
دوم:	مکرم مسعود احمد ناصر صاحب	رحمان پورہ لاہور
سوم:	مکرم فراست احمد راشد صاحب	ربوہ
چہارم:	مکرم محمد معظم صاحب	دارالذکر لاہور
پنجم:	مکرم مبین احمد طاہر صاحب	ربوہ
ششم:	مکرم ڈاکٹر ظہیر احمد صاحب	نارووال
ہفتم:	مکرم محمد کلیم صاحب	وحدت کالونی لاہور
ہشتم:	مکرم راجہ بصیر احمد ابصار صاحب	ربوہ
نہم:	مکرم سعد احمد صاحب	دارالفضل فیصل آباد
دہم:	مکرم رانا محمد طاہر فاروق صاحب	گھسیٹ پورہ فیصل آباد

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

مقابلہ مقالہ نویسی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی بعنوان

''نظام خلافت''

برائے مجلس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ و لجنہ اماء اللہ

قواعد، ذیلی عناوین و امدادی کتب

(مرسلہ: قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان)

قواعد

☆ عنوان مقالہ ''نظام خلافت''

☆ مقالہ کے الفاظ 60 ہزار سے کم اور ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد نہ ہوں۔

☆ جن کتب کا حوالہ دیا جائے اُن کے مصنفین، مطبع، سن اشاعت وغیرہ کا ذکر کیا جائے۔

☆ کاغذ کے ایک طرف صاف اور خوشخط تحریر کریں۔

☆ مقالہ جمع کرانے کی آخری تاریخ 30 جولائی 2007ء ہے۔ مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والے مقالہ جات مقابلہ میں شریک نہ کئے جائیں گے۔

☆ ان مقالہ جات میں تینوں مجالس (مجلس انصار اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ) شریک ہوں گی۔

☆ ہر مجلس کے لئے دیئے جانے والے انعامات کی تفصیل یہ ہے۔

اوّل: سیٹ روحانی خزائن + 25 ہزار روپے نقد + سند امتیاز

دوم: سیٹ تفسیر کبیر + سیٹ حقائق الفرقان + 15 ہزار روپے نقد + سند امتیاز

سوم: سیٹ انوار العلوم + 10 ہزار روپے نقد + سند امتیاز

ان تینوں انعامات کے علاوہ دس انعامات حسن کارکردگی کی بناء پر اگلی دس پوزیشنیں حاصل کرنے والوں کو ایک ایک کتاب اور سند امتیاز کی صورت میں دیئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ مقابلہ میں شرکت کرنے والوں کو سند شرکت بھی دی جائے گی۔

☆ مقالہ کے شروع میں مقالہ لکھنے والے رکن اپنا نام ولدیت، مجلس کا نام، ضلع اور مکمل پوسٹل ایڈریس مع فون نمبر صاف اور خوشخط تحریر کریں۔

☆ مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے اراکین اپنے مقالہ جات مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور لجنہ اماء اللہ پاکستان کی وساطت سے مجلس انصار اللہ پاکستان کو بھجوائیں گے اور انصار اراکین اپنے مقالہ جات براہ راست مجلس انصار اللہ پاکستان کو بھجوائیں۔

☆ مقالہ لکھنے والے اراکین کی راہنمائی کے لئے ذیلی عناوین اور امدادی کتب کی فہرست دی جارہی ہے۔ تاہم مقالہ نویس ان کتب کے علاوہ مزید کتب سے بھی استفادہ کرسکتے ہیں نیز اگر چاہیں تو وہ مزید ذیلی عناوین بھی بناسکتے ہیں۔ تاہم مقالہ تحریر کرتے وقت قیادت تعلیم کی طرف سے دیئے گئے عناوین کو ضرور مدنظر رکھا جائے۔

ذیلی عناوین

۱۔ خلافت کی تعریف، اہمیت اور اقسام
۲۔ نظام خلافت، قرآن واحادیث کی روشنی میں
۳۔ بزرگان امت کے نزدیک خلافت کی اہمیت
۴۔ مقام خلافت کی عظمت واہمیت
۵۔ خلافت کے دس عظیم مقاصد
۶۔ خلافت کا نظام مذہب کے دائمی نظام کا حصہ ہے
۷۔ خلافت کی ذمہ داریاں اور ان کی ادائیگی کا عظیم نظام
۸۔ خلافت کے ذریعہ توحید الٰہی کا قیام
۹۔ خلافت روحانی ترقیات کا عظیم الشان ذریعہ
۱۰۔ خلافت کے ذریعے وحدت قومی
۱۱۔ خلافت سے متعلق حضرت مسیح موعود اور خلفاء کے ارشادات
۱۲۔ خلافت کی برکات
۱۳۔ خلافت راشدہ کا مختصر ذکر
۱۴۔ خلافت احمدیہ کی تاریخ، خلفاء احمدیت کی مختصر سوانح
۱۵۔ خلفاء احمدیت کی تحریکات
۱۶۔ خلافت احمدیہ کے پہلے سو سال کے دوران جماعتی ترقیات
۱۷۔ قیام خلافت اور ہماری ذمہ داریاں

امدادی کتب

۱۔ تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعود جلد 10,9,8,7,6,2
۲۔ حقائق الفرقان جلد 4,3,2,1، خطبات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل
۳۔ ترجمہ قرآن کریم از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ
۴۔ روحانی خزائن جلد 23,20,17,8,7,6,3,1
۵۔ ملفوظات تمام جلدیں
۶۔ منصب خلافت، برکات خلافت، انوار خلافت، خلافت راشدہ، خلافت حقہ اسلامیہ، نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر، خلافت احمدیہ کے مخالفین کی تحریک از حضرت مصلح موعود
۷۔ خلافت ومجددیت از حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ
۸۔ خلیفہ خدا بناتا ہے از مکرم شیخ مبارک احمد صاحب
۹۔ خلافت احمدیہ قادیان۔ انجمن انصار اللہ
۱۰۔ خلافت ترکی اور آیت استخلاف از مکرم خورشید علی احمدی صاحب
۱۱۔ خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ از مکرم دوست محمد شاہد صاحب
۱۲۔ خلافت راشدہ از مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب
۱۳۔ خلافت راشدہ از مکرم عبدالکریم سیالکوٹی صاحب
۱۴۔ خلافت مصلح موعود از مکرم مولانا جلال الدین شمس صاحب
۱۵۔ خلافت احمدیہ از مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب
۱۶۔ الفرقان۔ خلافت نمبر
۱۷۔ تاریخ احمدیت جلد 3 تا آخر
۱۸۔ خلافت رابعہ کی فتوحات، ترقیات از مکرم عبدالسمیع صاحب
۱۹۔ اخبار الفضل خلافت نمبر
۲۰۔ دیگر اخبارات، رسائل وجرائد جماعت احمدیہ
۲۱۔ حیات نور از مکرم عبدالقادر صاحب سوداگرمل
۲۲۔ سوانح فضل عمر جلد 1 تا جلد 5 از فضل عمر فاؤنڈیشن
۲۳۔ حیات ناصر از مکرم محمود مجیب اصغر صاحب
۲۴۔ ایک مرد خدا (حضرت مرزا طاہر احمد صاحب) از آئن ایڈم سن
۲۵۔ مجلۃ الجامعہ (حضرت مصلح موعود نمبر)

****

رفقاء احمد

''انھوں نے بہت ہی خدمت کی میرا رونگٹا رونگٹا ان کا احسان مند ہے''
(حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل)

حضرت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب

بیعت 1902ء۔ وفات 9 فروری 1916ء

(مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب۔ میرپور خاص)

صالح، غریب پرور، صاف گو، نماز باجماعت کے نہایت پابند، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق اور خلافت کے دلدادہ حضرت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب 1902ء میں سلسلہ احمدیہ سے وابستہ ہوئے اور تادمِ آخر اس وابستگی کو نبھایا۔ آپ موضع آرہ ضلع مونگھیر صوبہ بنگال (بھارت) کے رہنے والے تھے لیکن اپنی ملازمت کے سلسلے میں راولپنڈی میں مقیم تھے اور یہیں سے بیعت کی توفیق پائی تھی۔

قبولِ احمدیت

آپ کے بیٹے حضرت ملک عبدالعزیز صاحب آپ کے قبولِ احمدیت کے متعلق فرماتے ہیں:

میرے والد ڈاکٹر الٰہی بخش مرحوم کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں ڈاکٹر تھے وہاں سے ان کی تبدیلی چترال ہوئی وہاں جانے کے لیے میرے والد راولپنڈی آئے یہاں انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لیکھرام کے متعلق مباہلہ کا اشتہار پڑھا اور چترال سے ان کی واپسی پر جب لیکھرام قتل ہوگیا تو ان کے دل نے گواہی دی کہ حضور علیہ السلام سچے مہدی ہیں اور اخبار و کتب قادیان سے منگوانے لگے اور دوسروں کو بھی سنانے لگے اور بعض کمزوریوں کی وجہ سے بیعت سے ہچکچاتے تھے آخر ایک احمدی سے ملاقات ہوئی اس نے کہا آپ بیعت کرلیں انشاء اللہ کمزوریاں دور ہو جائیں گی اسی لیے تو حضرت آئے ہیں۔ میں اس وقت اَپر پرائمری میں پڑھتا تھا اور دل ہی دل میں ایک رغبت پیدا ہوگئی آخر ۱۹۰۲ء میں والد صاحب رخصت لے کر مکان آتے وقت قادیان شریف لے گئے اور میں نے اور انھوں نے اکٹھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔

(فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک)

(رجسٹر روایات رفقاء نمبر 14 صفحہ 253)

اخبار البدر 26 جون 1903 صفحہ 184 پر باپ بیٹا دونوں کی بیعت کا اندراج موجود ہے۔

ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب۔ راولپنڈی

عبدالعزیز صاحب۔ راولپنڈی

قبول احمدیت کے بعد آپ سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے اور جماعتی ضروریات کو اپنی سعی کے مطابق پورا کرتے۔ ایڈیٹر صاحب اخبار البدر ایک جگہ لکھتے ہیں:

"البدر کی توسیع اشاعت کے لیے ..... ان احباب کا خصوصیت سے شکر ادا کیا جاتا ہے جنھوں نے نومبر 03ء سے لے کر اب تک اس کی اشاعت میں سعی فرمائی اور خریدار پیدا کیے خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دیوے....

جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب۔ راولپنڈی"

(البدر 8 مارچ 1904ء صفحہ 2 کالم 2)

اسی طرح ایڈیٹر اخبار الحکم لکھتے ہیں:

میں نہایت شکر گذاری کے ساتھ ان احباب کی فرستادہ رقوم کی رسید دیتا ہوں جنھوں نے قیام کالج کے لیے ایک آنہ فنڈ میں چندہ بھیج دیا ہے یہ ایک آنہ ماہوار جو دو سال تک ہر احمدی دے گا ایک صدقہ جاریہ ہوگا.....

جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب۔ راولپنڈی"

(الحکم 17 جولائی 1905ء صفحہ 12 کالم 4)

قادیان میں سکونت

آپ بطور ڈاکٹر راولپنڈی میں کام کر رہے تھے جہاں سے سب اسسٹنٹ سرجن کے عہدے سے ریٹائر ہوئے اور پنشن لینے کے بعد قادیان چلے آئے اور محلّہ دارالعلوم میں سکونت اختیار کی۔ قادیان میں اس وقت دو شفا خانے تھے ایک شفاخانہ دارالعلوم اور دوسرا شفاخانہ اندرون شہر۔ آپ شفاخانہ دارالعلوم کے انچارج مقرر ہوئے اور آخری عمر میں یہیں خدمات بجالاتے رہے یہاں تک کہ مولا کے حضور سے بلاوا آگیا۔ 12 اپریل 1914ء خلافت ثانیہ کے انتخاب کے بعد قادیان میں مجلس وکلاء و قائم مقامانِ جماعت ہائے مقاماتِ مختلفہ کا اجلاس ہوا جس میں آپ نے بھی شرکت کی، شاملین اجلاس کے اسماء میں آپ کا نام 168 نمبر پر ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب سب اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ قادیان موجود ہے۔ (الفضل 20 اپریل 1914ء صفحہ 16)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی خدمت کی توفیق

18 نومبر 1910ء بعد از نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کی پیشانی پر شدید چوٹیں آئیں، حضور کی اس حالت میں دیگر ڈاکٹران کے علاوہ حضرت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کو بھی عظیم خدمت کی توفیق ملی۔ جب حضور گھوڑے سے گرے تو آپ کو اٹھا کر زخم پر پانی بہایا گیا ڈاکٹر بشارت احمد صاحب، ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب اور شیخ عبداللہ صاحب نے زخموں کو درست کیا اور کلوروفارم کے بغیر زخم کو سی دیا۔ اس کے بعد ایک لمبے عرصہ تک آپ کو حضور کی خدمت کی توفیق ملتی رہی، اخبار بدر میں حضور کی صحت کے متعلق رپورٹ باقاعدگی سے چھپتی رہی:

"زیادہ تر ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب ہی اس خدمت میں مصروف ہیں..."

(بدر 15 دسمبر 1910ء صفحہ 5 کالم 3)

''اس ہفتہ زیادہ تر معالجہ کی خدمت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کے سپرد رہی۔''

(اخبار بدر 12 جنوری 1911ء صفحہ 1)

''ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب جنھوں نے بیماری کے دوران میں نہ صرف طبّی خدمت کی ہے بلکہ رات دن برابر ہر طرح خدمت میں جوش کے ساتھ مصروف رہے ہیں دو روز سے ایک ضروری کام کے واسطے راولپنڈی تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ وناصر ہو۔''

(بدر 2 فروری 1911ء صفحہ 2 کالم 1)

''ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب بھی راولپنڈی سے واپس آ گئے ہیں اور بدستور حضرت کی خدمت میں مصروف ہیں۔''

(بدر 9 فروری 1911ء صفحہ 1 کالم 1)

حضور کی صحت کے متعلق آپ کی ایک رپورٹ یوں درج ہے:

''خدا کے فضل سے حضرت صاحب کا زخم اب بہت اچھا ہے بلکہ عنقریب بھرنے کو ہے اور امید ہے کہ ہفتہ عشرہ تک زخم بالکل خشک ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ پرسوں بباعث سوء ہضم کے چند اسہال ہو کر طبیعت ضعیف ہو گئی تھی اب آرام ہے۔ درس بخاری شریف کا دیتے ہیں ممکن ہے سوء ہضم کی وجہ یہی دماغی محنت ہو جو شاید ان دنوں میں زیادہ ہوئی۔
بندہ (ڈاکٹر) الٰہی بخش بقلم خود۔''

غرض یہ کہ حضور کی اس حالت میں آپ کو حضور کے بہت ہی قریب رہنے کا موقع ملا، آخری عمر میں حضور نے ایک موقع پر اپنی اس بیماری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''جب میں بہت بیمار ہو گیا تھا تو ان ایام میں ہمارے ڈاکٹروں نے میری بڑی خدمت کی۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب رات کو بھی دباتے رہتے انھوں نے بہت ہی خدمت کی میرا رونگٹا رونگٹا ان کا احسان مند ہے....''

(اخبار بدر 11 دسمبر 1913ء صفحہ 2)

جون 1909ء میں نظام وصیت کے ساتھ منسلک ہوئے آپ نے اپنی جائداد کا تیسرا حصہ اشاعت (دین حق) کے لیے سپردِ صدر انجمن کیا۔ اخبار بدر 24 جون 1909ء صفحہ 2 کالم 3 پر ایڈیٹر صاحب نے غلط فہمی سے یہ شائع کر دیا کہ آپ کا ارادہ 1/3 حصہ وصیت کا نہ تھا لیکن آپ کے بیٹے کی تحریک سے آپ نے یہ وصیت کی لیکن جب آپ نے یہ خبر پڑھی تو فوراً اس کا ازالہ کرتے ہوئے آپ نے اخبار میں اعلان شائع کرایا کہ یہ وصیت میں نے بخوشی اپنے ارادے اور مرضی سے کی ہے۔ (بدر یکم جولائی 1909ء صفحہ 11 کالم 3)

وفات

حضرت ڈاکٹر صاحب نے 9 فروری 1916ء بعارضہ نمونیا و فالج وفات پائی، حضرت سید سرور شاہ صاحب نے جنازہ پڑھایا اور بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔ آپ کی وفات پر اخبار

الفضل نے لکھا:

"ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب سب اسسٹنٹ سرجن جو ہائی بورڈنگ کی ڈسپنسری میں کام کیا کرتے تھے شب درمیان ۹، ۱۰ فروری کو ۳ بجے سحری کے وقت بعارضہ نمونیا و فالج فوت ہوگئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم خوب آدمی تھے۔ صالح، غریب پرور، صاف گو، نماز باجماعت کے نہایت پابند، دار العلوم میں رہتے مگر میں نے سخت سے سخت جاڑے میں ہمیشہ انھیں (ندائے) فجر سے پہلے (بیت) مبارک میں موجود دیکھا ہے حضرت خلیفہ اول کی جو خدمت ایامِ بیماری میں انھوں نے کی کہ اکثر رات کا حصہ وہ جاگتے گذار دیتے اور پھر ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت بجا لانے کو موجب فخر سمجھتے وہ بھی مقیمانِ قادیان کو معلوم ہے۔ قیام خلافت ثانی کے دن اور اس کے بعد ان کے لیے بہت امتحان کا وقت تھا کیونکہ مولوی محمد علی صاحب سے رشتہ داری بھی تھی اور احسانات کے علاوہ باہم تعلقات بھی گہرے تھے مگر ڈاکٹر صاحب بالکل ان سے الگ ہو گئے اور جب کبھی مجھے ملے ان پیغام والوں کے حال پر رنج اور غضب ظاہر کیا۔ ڈاکٹر صاحب کی عمر غالباً ۷۲ سال تھی مگر بال ابھی زیادہ تر سیاہ تھے آپ کی اولاد بہت سی ہے جس میں سے پچھلی مرحومہ بیوی کے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں ایک لڑکا اسمٰعیل نام ... اور بابو بشیر وفات کے وقت موجود تھے۔ مرحوم کا جنازہ گیارہ بجے مولانا سرور شاہ صاحب نے بہ جماعت کثیر پڑھا اور مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ اللّٰھم اغفرلہٗ۔"

(الفضل 12 فروری 1916ء صفحہ 1)

عائلی زندگی

آپ کی اہلیہ کا نام محترمہ فاطمہ سکینہ صاحبہ تھا جو کیم ستمبر 1915ء کو بعمر 30 سال قادیان میں فوت ہوئیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جنازہ پڑھایا اور بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

(الفضل 7 ستمبر 1915ء صفحہ 1 کالم 1)

آپ کی اولادیں سے جن کا علم ہوسکا ہے ان میں:

(1) حضرت ملک عبد العزیز صاحب۔ آپ کو حضرت ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہی داخلِ احمدیت ہونے کی توفیق ملی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل تھا آپ کی روایات رجسٹر روایات رفقاء میں محفوظ ہیں۔ آپ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل ہیں۔

(2) محترم ڈاکٹر ملک محمد اسماعیل صاحب آف پٹنہ صوبہ بہار (بھارت)۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی اور 1923ء میں ہندو یونیورسٹی بنارس سے بی ایس سی کی اور اوّل رہنے کے باعث گورنمنٹ سکالرشپ لے کر مزید تعلیم کے لیے انگلستان گئے اور رائل ویٹرنری کالج میں داخلہ لیا۔ اس وقت کے مربی سلسلہ انگلستان حضرت عبد الرحیم صاحب نیّر لندن سے اپنی ایک رپورٹ میں لکھتے ہیں:

"عزیز ملک محمد اسمٰعیل خلف ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مرحوم ٹارقی میں مقیم ہیں اور اپنے مختصر مقام میں تقسیم لٹریچر اور انفرادی گفتگو سے خدمتِ سرکار کرتے ہیں عزیز کو (دعوت الی اللہ) کی دھن ہے۔"

(الفضل 8 فروری 1924ء صفحہ 2)

اسی طرح بعض اور رپورٹوں میں بھی آپ کا ذکر موجود ہے۔ انگلستان سے واپسی پر آپ انڈیا میں سرکاری ملازمت پر چلے گئے اور ایک لمبے عرصے تک صوبہ بہار اور اُڑیسہ کے Director Animal Husbandry رہے اور اسی پوسٹ سے ریٹائر ہوئے۔ آپ نے 18 جون 1972ء کو پٹنہ میں وفات پائی۔ آپ کی اولاد امریکہ میں مقیم ہے۔

(3) حضرت ڈاکٹر صاحب کے ایک بیٹے حضرت بشیر احمد ملک صاحب بھی (رفیق) تھے ان کی اولاد میں سے کلیم احمد ملک صاحب (یو کے) نے 14 اکتوبر 2004ء کو لندن میں وفات پائی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جنازہ پڑھایا، ان کے بیٹے پروفیسر ڈاکٹر ندیم احمد ملک میڈیا سیکشن جماعت یو کے میں مستعد کارکن ہیں۔

(4) حضرت ڈاکٹر صاحب کی ایک بیٹی محترمہ جنت بی بی صاحبہ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے مکرم خلیل الرحمن ابن منشی عبد الرزاق صاحب بنارس چھاؤنی کے ساتھ پڑھا۔ (بدر یکم مئی 1913ء صفحہ 9)

****

اہل اللہ دل کی بات بتا دیا کرتے ہیں

حضرت منشی ظفر احمد صاحب اپنی بیعت سے پہلے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:۔

"جالندھر میں...... ایک مرتبہ گیا ہوا تھا کہ معلوم ہوا کہ ایک بزرگ کہیں سے جالندھر آرہے ہیں۔ یہ سرمہ چشم آریہ کی طباعت سے پیشتر کا واقعہ ہے۔ جالندھر سٹیشن پر میں اور میرا ایک رشتہ دار گئے۔ وہاں دو تین سو آدمی حضور کی پیشوائی کے لئے موجود تھے۔ اور کنور بکرمان سنگھ صاحب نے اپنا وزیر اور سواری حضور کے لانے کے لئے بھیجے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب ریل سے اترے...... لوگوں نے مصافحہ کرنا شروع کیا اور وزیر مذکور نے حضور کو بکرمان سنگھ صاحب کے ہاں لے جانے کو کہا۔ اس درمیان میں میں نے بھی مصافحہ کیا تو حضور نے دریافت فرمایا۔ آپ کہاں رہتے ہیں۔ میں نے کہا کپورتھلہ۔ لیکن یہاں میرے ایک رشتہ دار منشی عبداللہ صاحب بوچڑ خانہ کے قریب رہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔ چنانچہ بکرمان سنگھ صاحب کی گاڑی میں حضور، مولوی عبداللہ سنوری، حافظ حامد علی صاحب اور خاکسار سوار ہو کر منشی عبداللہ صاحب کے مکان پر آگئے۔ جب حضور گاڑی سے اترنے لگے تو بہت ہجوم لوگوں کا ہو گیا۔ عورتیں اپنے بچے حضرت صاحب کی طرف کرتی تھیں کہ حضور کے کپڑوں کی ہوا لگ جائے۔ اسوقت اعتقاد کا یہ عالم تھا۔ غرض منشی عبداللہ صاحب کی بیٹھک میں فروکش ہوئے...... پھر حضور کسی بات پر تقریر فرماتے رہے۔

اس زمانے کے اعتقاد کے موجب کہ دل کی بات اہل اللہ بتا دیا کرتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ نماز میں وساوس کس طرح دور ہو سکتے ہیں۔ تقریر کرتے کرتے حضور نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ ایاک نعبد کے تکرار سے۔ اور پھر تقریر جاری رکھی۔ میرا اس وقت آپ پر ایمان ہو گیا۔" ("رفقاء احمد" جلد چہارم۔ صفحہ 134-135)

ایک پرچہ سوالات کا

(مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب۔ وکیل اعلیٰ تحریک جدید)

خاکسار نے قادیان میں 1946ء کے قریب سکول کی طالب علمی کے زمانہ میں زندگی وقف کی تھی۔ 1949ء میں میٹرک پاس کیا تو وکالت دیوان کو اس بارے میں اطلاع دی۔ انہوں نے ستمبر 1949ء میں ربوہ آنے کی ہدایت کی۔ ربوہ آئے تو بعض دوسرے واقفین بھی وکالت دیوان میں آئے ہوئے تھے۔ جن میں مکرم مبارک مصلح الدین صاحب، مکرم سمیع اللہ سیال صاحب اور مکرم بشیر احمد رفیق صاحب بھی شامل تھے۔ چار اور دوست بھی تھے۔ جو بعد میں وقف جاری نہ رکھ سکے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ان واقفین کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ ان کا امتحان لیا جائے اور امتحان کے لئے خود پرچہ سیٹ کیا۔ یہ امتحان 17 ستمبر 1949ء کو ہوا۔ اس پرچہ میں 17 سوالات تھے اور حل کے لئے چند منٹ دیئے گئے۔

جب لڑکوں نے پرچہ حل کر لیا تو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں اطلاع کی کہ واقفین نے پرچہ حل کر لیا ہے۔ اس وقت صدر انجمن احمدیہ کے ناظر صاحبان کا اجلاس حضور کی موجودگی میں ہو رہا تھا۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ ابھی ربوہ کی عارضی کچی آبادی بنی تھی۔ قصر خلافت بھی کچا تھا۔ اور اس کے اور پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر کے درمیان میں ملاقات کا کمرہ تھا۔ اور وہیں ناظران کرام کا اجلاس ہو رہا تھا۔ حضور نے ہم واقفین کو وہیں بلا لیا۔ ناظر صاحبان جو سب پرانے بزرگ تھے حضرت صاحب کے ساتھ ایک دری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمیں بھی حضور نے ناظران کرام کے ساتھ بٹھا لیا۔ اور ہر ایک کا پرچہ پڑھا۔ لڑکوں کے بعض جوابات ایسے تھے جو بہت دلچسپی کا باعث بنے۔ وقف کی منظوری ہوئی۔ اور حضرت صاحب نے سب کو کالج میں مزید تعلیم کا ارشاد فرمایا۔

ناظرین خالد کی دلچسپی کے لئے پرچہ سوالات ذیل میں درج ہے۔

۱۔ حضرت مسیح ناصری کی والدہ کا نام کیا تھا؟ کیا مسیح کے صلیب کے واقعہ کے وقت وہ زندہ تھیں یا فوت ہو چکی تھیں؟

۲۔ ربوہ کا نام ربوہ کیوں رکھا گیا؟

۳۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا کیا نام تھا؟

۴۔ حضرت سلیمانؑ کون تھے اور ان کے والد کا کیا نام تھا؟

۵۔ حضرت آدمؑ کے بیٹوں میں سے کسی کا نام یاد ہو تو بتاؤ؟

۶۔ حضرت یوسف کے دادا کا کیا نام تھا؟

۷۔ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کس ہجری سن میں ہوئی تھی؟

۸۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس سن میں پیدا ہوئے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کس سن میں فوت ہوئے تھے؟

۹۔ اس وقت جماعت کے مشنری کہاں کہاں ہیں؟ اور کن کن

کے نام آپ کو یاد ہیں وہ لکھیں؟

۱۰۔امریکہ مشن کس (مربی) نے شروع کیا تھا۔اب وہاں کتنے (مربی) ہیں۔

۱۱۔پانی میں چمچہ کی ڈنڈی ڈالیں تو وہ کیسی نظر آئے گی؟

۱۲۔بادل کہاں سے آتے ہیں اور وہ ایک خاص جگہ پر آ کر کیوں برسنے لگتے ہیں؟

۱۳۔گڈے کے دو پہیے موجد نے کیوں تجویز کئے؟

۱۴۔ریل کے نیچے لوہے کی لائن کیوں بچھاتے ہیں؟

۱۵۔کپاس بونے کا وقت کونسا ہے؟

۱۶۔دنیا کے روحانی طور پر فتح کرنے کا کیا طریقہ ہے۔اس کی تفصیلی مشکلات اور ان کا علاج بتاؤ اور سنت اللہ سے اس کی دلیلیں دو؟

۱۷۔کسی کام میں کامیابی کا گر کیا ہوتا ہے؟

اس پرچہ سے یہ اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ ایک میٹرک پاس احمدی نوجوان سے کتنی دینی اور دنیاوی معلومات کی توقع رکھتے تھے۔

یہ عجیب تصرف الٰہی ہے کہ جن لڑکوں کو حضرت صاحب نے ناظران کے اجلاس میں شامل کیا وہ بعد میں وقف میں رہے تو وہ سب کے سب اپنی زندگی کے کسی نہ کسی مرحلہ پر صدر انجمن احمدیہ کے ناظر یا تحریک جدید کے وکیل بن گئے۔ جہاں خلفاء کی دعائیں عنداللہ مقبول ہوتی ہیں وہاں ان کے افعال بھی عنداللہ مقبول ہوتے ہیں۔

❁❁❁❁❁❁

قرآن اور خدام الاحمدیہ کی ذمہ داری

حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 4/اپریل 1969ء کو بیت مبارک میں ''تعلیم القرآن اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان سے جو تاریخی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس کے الفاظ یہ تھے۔آپ نے فرمایا:-

''قرآن کریم کی تعلیم کا مسئلہ ہماری جماعت کے لئے بڑی ہی اہمیت رکھتا ہے۔ مجالس موصیان، انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنات اماء اللہ کو چاہیے کہ وہ اس سلسلے میں پورے اخلاص جوش اور ہمت سے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں۔ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ ہمہ تن اور ہر آن علوم قرآنی کے حصول کے لئے کوشش میں مصروف رہے۔''

خدام الاحمدیہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:-

''خدام الاحمدیہ کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئندہ اشاعت (دین حق) کا بڑا بوجھ آپ کے کندھوں پر پڑنے والا ہے۔کوئی ایک طفل یا کوئی ایک نوجوان بھی ایسا نہیں ہونا چاہیے جو احمدیت کے مقصد سے غافل رہے اور اس ذمہ داری کی ادائیگی سے غافل ہو جو ہمارے رب نے ہمارے کمزور کندھوں پر ڈالی ہے۔

پس خدام الاحمدیہ کی تنظیم اپنے طور پر بحیثیت خدام الاحمدیہ اس بات کا جائزہ لے اور نگرانی کرے کہ کوئی خادم اور طفل ایسا نہ رہے جو قرآن کریم نہ جانتا ہو یا مزید علم حاصل کرنے کی کوشش نہ کر رہا ہو۔''

(خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل 10/اپریل 1969ء صفحہ 4)

(مرسلہ: نظارت تعلیم القرآن وقف عارضی ربوہ)

تنہائی تنہائی

دیدہ و دل میں گھول رہے ہیں درد کے اوقیانوس
مجبوروں کے ایشیا اور مزدوروں کے رُوس
تنہائی میں جل اُٹھے ہیں یادوں کے فانوس
یاد کی جوت جگائی
تنہائی ، تنہائی

بنجر ٹیلوں میں اُگ آئے خواہش کے شہتوت
حال کے گلشن میں لا رکھا ماضی کا تابوت
بزمِ طرب میں ڈرتے ڈرتے آیا ایک اچھوت
کیوں ڈرتے ہو بھائی!
تنہائی ، تنہائی

پت جھڑ کے طوفان میں پیلے پتّے ہیں مجبور
وقت کا سینہ کھود رہے ہیں لمحوں کے مزدور
تنہائی میں چاند نے چوسے اشکوں کے انگور
آگ سے آگ بجھائی
تنہائی ، تنہائی

دھیان کی ٹہنی ٹہنی پر رقصاں ہیں من کے مور
لفظوں کے دروازے توڑ رہے ہیں گونگے چور
دشت کے سینے میں برپا ہے تنہائی کا شور
قیس نے ٹھوکر کھائی
تنہائی ، تنہائی

شعر کے گورے گال پہ نکلا تنہائی کا تل
لفظوں کے درویش کھڑے ہیں اُٹھ عزّت سے مل
یاد کی گت پر ناچ رہے ہیں دروازوں کے دل
چیختی ہے شہنائی
تنہائی ، تنہائی

تنہائی، تنہائی

یہ کس کی تصویر کو جھک کر چوم رہے ہیں چاند
نیند کی نیا ڈول رہی ہے جھوم رہے ہیں چاند
پانی کے پردیس میں تنہا گھوم رہے ہیں چاند
پار پون لہرائی
تنہائی ، تنہائی

کوٹھوں پر یوں سیر کو نکلی ہیں کس کی آشائیں
نچلی منزل والوں سے کہہ دو اوپر مت آئیں
تھک جائیں تو بھیگی آنکھوں سے تلوے سہلائیں
گھورتی ہے گہرائی
تنہائی ، تنہائی

روما کی دیواروں سے رِستی ہے خون کی مے
سیزر کو جب مار چکو، بولو سیزر کی جے
مصر کے مردہ خانوں میں اک ممّی بول رہی ہے
ہنستا ہے سودائی
تنہائی ، تنہائی

وقت کی نیلی جھیل میں اُٹھا لمحوں کا طوفان
انسانوں سے آن ملیں گے پھر واپس انسان
صحرا کے سینے میں جاگے آس کے نخلستان
دشت میں آندھی آئی
تنہائی ، تنہائی

(مکرم چوہدری محمد علی صاحب)

دانتوں اور منہ کی صفائی

(مکرم سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب۔ ڈینٹل سرجن فضل عمر ہسپتال ربوہ)

یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت رحلت جو آخری عمل اپنے مبارک ہاتھ سے کیا وہ ''مسواک'' یعنی دانتوں اور منہ کی صفائی کا عمل تھا۔ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شان ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہیے جس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان الفاظ میں دی ہے۔ ...... (الانعام:163) یعنی تو بے شک یہ اعلان کردے کہ میری نماز، میری عبادت، میری حیات اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے وقف ہیں۔ لفظ ''مماتی'' یعنی میری موت سے مراد صرف لمحۂ موت نہیں۔ موت کے ساتھ ملحقہ کئی کیفیات ہوتی ہیں۔ آپؐ کی وہ تمام کیفیات ''مماتی'' کے دائرہ میں داخل ہیں اور تمام ہی اللہ رب العالمین کے لئے تھیں۔ آپؐ کا آخری قول 'فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی '' اور آخری فعل یعنی دانتوں اور منہ کی صفائی بھی مماتی کے دائرے میں داخل ہے۔ گویا رحلت سے وابستہ آپؐ کی تمام کیفیات محض لوجہ اللہ تھیں۔ اور ان میں سے کوئی ایک بھی اتفاقی حادثہ نہ تھا۔

اگر منہ کی صفائی کا تعلق صرف جسم سے ہوتا اور اس کی اہمیت محض ظاہری ہوتی تو شاید اس عمل کو اللہ کے اذن سے یہ شرف نہ ملتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ٹھہرے۔ آپؐ کا ایک ارشاد مبارک اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ تَسَوَّکُوْا فَاِنَّ السِّوَاکَ مِطْھَرَۃٌ لِلْفَمِ وَمَرْضَاۃٌ لِلرَّبِّ (ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب السواک) یعنی مسواک کیا کرو یقیناً مسواک کا عمل منہ کی صفائی اور ربّ کی رضا کا ذریعہ ہے۔ پس منہ کی صفائی کی ظاہری اہمیت تو ہے ہی لیکن چونکہ اس کے ساتھ رب کی رضا بھی وابستہ ہے۔ اس لئے اس کا تعلق لازماً باطن سے بھی ہے۔ اور اس کی روحانی اہمیت اتنی ہی مسلّم ہے جتنی کہ اس کی جسمانی اہمیت۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی روشنی میں ''السواک'' کے دو فضائل ہیں۔

1- مِطْھَرَۃٌ لِلْفَمِ یعنی منہ کی صفائی

2- مَرْضَاۃٌ لِلرَّبِّ یعنی رب کی خوشنودی

''اَلسِّوَاکُ'' ایک عربی اصطلاح ہے جس سے مراد عمل مسواک بھی ہے اور آلۂ مسواک بھی۔ مسواک بنیادی طور پر ایک ریشہ دار آلہ ہے جو کسی درخت کی شاخ یا جڑ سے حاصل کیا جاتا ہے اور جس کے ذریعہ منہ اور دانتوں کی صفائی کی جاتی ہے۔ دورِ حاضر کی ایجادات کے حوالہ سے دیکھا جائے تو Toothbrush بھی ایک قسم کی مسواک ہی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ میاں کی بنائی ہوئی مسواک بہر حال بہتر ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ السواک یا مسواک یا Toothbrush کے ذریعہ کس

طرح مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ یعنی منہ کی صفائی اور مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ یعنی خدا کی خوشنودی کے انعام حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(۱) مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ

منہ کی جامع صفائی کے چند منٹ بعد ہی دانتوں کی سطح پر ایک باریک سی جھلی قائم ہو جاتی ہے جو منہ کے لعاب میں پائی جانے والی لحمیات سے بنتی ہے۔ اس جھلی کو Acquired Pellicle کہتے ہیں۔ یہ جھلی اگرچہ بذات خود بے ضرر ہوتی ہے لیکن یہ ایک اور بہت ہی مضر جھلی کا پیش خیمہ ہوتی ہے جسے Plaque کہتے ہیں۔ سائنسی تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ منہ کو صاف کرنے کے صرف ایک گھنٹہ بعد دانتوں کی سطح پر فی مربع ملی میٹر اندازاً دس لاکھ جراثیم ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ان جراثیم کی خاندانی منصوبہ بندی تو فی الحال ممکن نہیں۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ دانتوں کی سطح پر اُس Plaque کو جمنے ہی نہ دیا جائے جو ان جراثیم کے قیام وطعام کا ضامن ہے۔

اگر دو دن تک اس Plaque کو مسواک یا برش کے ذریعہ دور نہ کیا جائے تو یہ اتنی موٹی تہہ میں تبدیل ہو جاتا ہے جسے پھر عام کُلی سے دور نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر یہ Plaque دو دن تک قائم رہے۔ تو اس میں ایک خاص قسم کے جراثیم پنپنے لگتے ہیں جن کا نام Streptococcus Mutons ہے۔ دانت میں کیڑے کے ذمہ دار یہی جراثیم ہوتے ہیں۔

''دانت کا کیڑا'' ایک ایسی اصطلاح ہے جو عام فہم ہوگئی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے غلط العام بھی ہے اور غلط الفہم بھی۔ ظاہر ہے کہ دیمک یا ٹڈی کی قسم کی کوئی مخلوق دانتوں میں آباد نہیں ہوتی۔ دراصل Streptococcus نسل کے جراثیم تیزاب پیدا کرتے ہیں۔ اس تیزاب کے اثر کے تحت دانت Calcium اور Phosphate کے ذخائر کھونے لگتا ہے۔ گویا دانت گھلنے لگتا ہے۔ اس تحلیل کے عمل کو Caries کہتے ہیں۔ نتیجۃً دانت کی سطح پر بدنما سوراخ نمودار ہوتا ہے جو Cavity کہلاتا ہے۔

اگر بہت تسلسل کے ساتھ دانتوں کی صفائی سے پرہیز کیا جائے تو قریباً ایک ہفتہ کے عرصہ میں جراثیم کا ایک اور قبیلہ منہ میں ظاہر ہو جاتا ہے جو Anaerobes کہلاتے ہیں۔ یہ جراثیم مسوڑھوں پر حملہ آور ہوتے ہیں اور مسوڑھوں کی سوزش جسے Gingivitis کہتے ہیں پیدا کرتے ہیں۔ اس مرض کا علاج اگر وقت پر نہ ہو تو یہ بڑھ کر دانتوں کی جڑوں تک جا پہنچتا ہے اور ایک نئے مرض کی بنیاد پڑتی ہے جسے Periodontitis کہتے ہیں۔ بیماریوں کے یہ نام جس قدر زبان پر بھاری ہیں اُس سے کہیں زیادہ بھاری وہ علامات ہیں جو ہمارے اپنے قصور سے ان کے ہمراہ آتی ہیں۔ یہ قصور دو طرح سے واقع ہوتا ہے۔

۱۔ کم بار صفائی کرنا ۲۔ غلط طریق پر صفائی کرنا

صفائی کتنی بار کی جائے؟

گویا پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دن میں کتنی بار صفائی کرنی چاہیے؟ عام طور پر ڈینٹل سرجن اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ صبح ناشتہ کے بعد اور رات سونے سے قبل۔ ڈاکٹر

یہ نسخہ اس لئے تجویز نہیں کرتے کہ ان کے نزدیک یہ آئیڈیل ہوتا ہے بلکہ اس لیے کہ وہ تجربہ سے سیکھ چکے ہوتے ہیں کہ یہ سب سے قابل عمل نسخہ ہے اور یہ کہ ایک اوسط درجہ کا مریض اس سے زیادہ زحمت گوارا نہیں کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس انسانی غفلت سے خوب آگاہ تھے۔ آپ فرماتے ہیں:
لَوْلَااَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ وُضُوْءٍ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب سواک الرطب.....) یعنی اگر یہ میری امت کے لئے گراں بار نہ ہوتا تو میں انہیں حکم دیتا کہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔ یہ حدیث حسن نصیحت اور چشم پوشی کا بے نظیر مجموعہ ہے۔ اپنی منشاء بھی ظاہر فرمادی اور اپنی امت کی غفلت کو مشقت کا نام دے کر ان کی شرم بھی رکھ لی۔

حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی مستعدی کے بارہ میں یوں گواہی دیتی ہیں۔ کَانَ اِذَا دَخَلَ بَیْتَہٗ بَدَءَ بِالسِّوَاکِ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب السواک) یعنی جب بھی آپؐ باہر سے آکر گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے مسواک فرماتے۔ حضورؐ کا یہ عمل جہاں حضورؐ کی نفاست طبع کا عکاس ہے وہاں منہ اور دانتوں کی صفائی کی طرف حضورؐ کی خاص توجہ کا بھی پتہ چلتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ملتا ہے کہ دودھ پینے کے بعد منہ صاف کرلیا جائے کیونکہ دودھ میں چکنائی ہوتی ہے۔ اب اگر ہماری روزمرہ کی غذا کا تجزیہ کیا جائے تو دودھ کی چکنائی سے کہیں زیادہ چکنائی تیل اور گھی کی صورت میں ہم ہر کھانے میں استعمال کرتے ہیں۔ لیکن کھانے کے بعد دانت صاف کرنا اکثر چھوٹ جاتا ہے۔

اگر کسی کو عِنْدَ کُلِّ وُضُوْءٍ یعنی نماز سے قبل مسواک یا برش کی توفیق ملتی ہے تو زہے نصیب ورنہ کم از کم یہ تو ضرور کرے کہ ہر کھانے کے بعد دانت صاف کرلے۔ بنیادی کلیہ یہ ہے کہ دانتوں پر Plaque کو جمنے کے لئے مہلت نہ دی جائے۔ پلیک ہوگا تو جراثیم کی افزائش ہوگی۔ جراثیم کی افزائش ہوگی تو مرض ہوں گے۔

صفائی کا درست طریق کیا ہے؟

دوسرا اہم سوال یہ ہے کہ دانتوں کی صفائی کا درست طریق کیا ہے؟ اس کا اصولی جواب تو یہی ہے کہ صفائی اس طرح کی جائے کہ ہر دانت کی ہر سطح صاف ہوجائے۔ اور کوئی سطح صاف ہونے سے رہ نہ جائے۔

انسان کے منہ کا ایک طول ہے اور ایک عرض۔ منہ کا طول ہونٹوں کی باچھوں کا درمیانی فاصلہ ہے اور عرض دونوں لبوں کا درمیانی فاصلہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اِذَا اسْتَکْتُمْ فَاسْتَاکُوْا عَرْضًا (کنزالعمال جلد 9 باب السواک حدیث نمبر 26197) یعنی جب تم مسواک کرو تو منہ کے عرض کی جہت میں کرو۔ یعنی نیچے سے اوپر کی طرف اور اوپر سے نیچے کی جانب۔ اب ملاحظہ کیجئے کہ ہر دو دانتوں کے درمیان جو سطحیں ہوتی ہیں وہ اکثر صاف ہونے سے رہ جاتی ہیں۔ خوراک کے پھنسے ہوئے ذرات کے سبب ان پر اکثر Plaque جم جاتا ہے۔ منہ کے طول کے رُخ یعنی دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں دانت صاف کرنے سے یہ سطحیں جو کہ Proximal Surfaces کہلاتی

ہیں، صفائی سے بالکل محروم رہ جاتی ہیں۔ تاہم اگر نچلے دانت نیچے سے اوپر اور اوپر والے دانت اوپر سے نیچے کی جانب یعنی عرضاً صاف کئے جائیں تو یہ Proximal Surfaces بھی صاف ہوجاتی ہے۔ چودہ سو سال قبل کے اس ارشاد نبویؐ "فَاستَاکُوا عَرضًا" کی صداقت کو صحیح طور پر آج سمجھا گیا ہے۔ آج کے ڈاکٹروں نے جس سائنسی حقیقت کو صدیوں کی تحقیق اور جستجو سے جانا ہے، اس کا انکشاف آنحضرت ﷺ پر چودہ سو سال قبل ہو گیا تھا۔ پس سائنس خواہ کتنی ہی جدید کیوں نہ ہو، رسول کریم ﷺ کے آسمانی علم کے مقابل پر ہمیشہ قدیم ثابت ہوتی ہے۔

صفائی کے درست طریق کے بارہ میں جو دوسرا اصول ہمیں سنت رسولؐ سے ملتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ مسواک کرتے ہوئے صرف دانتوں کی صفائی پر توجہ نہ رکھتے بلکہ بالعموم منہ کی مکمل صفائی فرماتے۔ یعنی دائرہ کی صورت میں مسواک کو منہ میں اس طرح گھماتے کہ ہونٹوں کے پیچھے اور گالوں کے اندر والی جگہ بھی صاف ہوجاتی۔ چنانچہ راوی بیان کرتا ہے۔ اِذَاقَامَ مِنَ اللَّیلِ یَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاکِ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب السواک) یعنی جب آپؐ رات کو بیدار ہوتے تو منہ میں مسواک کو گھمانے کے انداز میں پھیرتے۔ ہم میں سے جو لوگ برش کا استعمال کرتے ہیں، ان کو اس حدیث کی رُو سے برش کے ذریعہ دانتوں کے علاوہ منہ کے Soft Tissues کو بھی صاف کرنا چاہیے۔ یعنی مسوڑھوں، زبان، ہونٹوں اور گالوں کے اندرونی حصوں کو۔ اس کے دو فوائد ہیں۔ پہلا یہ کہ منہ کی عمومی صفائی ہو جاتی ہے اور دوسرا Soft Tissues کا دوران خون بھی بہتر ہو جاتا ہے۔

اب آیئے یہ جائزہ لیں کہ مسواک یا Tooth Brushing کس طرح مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ ہے۔

(۲) مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ

اس ضمن میں جس بنیادی بات کا سمجھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صفائی کو اور صفائی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:...... (التوبہ:108) کہ اللہ صاف لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی فرمایا...... (البقرہ:223) یعنی اللہ تعالیٰ صفائی پسندوں کو پسند فرماتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے مزاج کا تعارف ہم سے کرادیا ہے۔ اب یہ جان لینے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ کو صفائی اور صفائی اختیار کرنے والوں سے پیار ہے۔ یہ مان لینے میں کوئی حرج نہیں کہ منہ اور دانتوں کی صفائی کرنے والے بھی اپنی اپنی سعی کی نسبت سے ضرور اللہ تعالیٰ کے پیار سے حصہ پاتے ہیں۔

انسان کا آلۂ کلام بھی اس کا منہ ہی ہے۔ الفاظ اور کلمات ادا کرنے کے لئے انسان زبان، ہونٹ، دانت وغیرہ غرضیکہ اپنے منہ ہی کا استعمال کرتا ہے۔ انسان کے منہ کے رستے طیب سے طیب کلمات بھی جاری ہوتے ہیں اور بدنصیبی سے بدزبانی بھی اسی رستہ سے ہوتی ہے۔ خوش نصیبی تو بہرحال پاکیزہ کلام ہی میں ہے۔ جو پاک ترین کلام انسان کے منہ سے ادا ہو سکتا ہے وہ کلام اللہ ہے اور کلام اللہ

کے ادب کے بعض تقاضے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن پر یہ کلام نازل ہوا اور جو سب سے بڑھ کر اس کے ادب سے واقف تھے فرماتے ہیں: اِنَّ اَفْوَاهَكُمْ طُرُقُ الْقُرْآنِ فَطَيِّبُوْهَا بِالسِّوَاكِ (سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب السواک) یعنی تمہارے منہ تلاوت قرآن کے لئے گویا رستے ہیں پس تم اپنے مونہوں کو مسواک کے ذریعہ طیب رکھا کرو۔ اس حدیث مبارکہ میں منہ اور دانتوں کی صفائی کے حق میں ایک ایسی دلیل بھی دی گئی ہے جس کا تعلق جسم سے بڑھ کر روح سے اور صحت دنداں سے بڑھ کر آداب قرآن سے ہے۔ یعنی قرآن کے ادب کا حق ادا کرنے کے لئے منہ صاف رکھو۔ اور یہ حق ادا ہوگا تو وہ جس کا یہ کلام ہے راضی ہوگا۔ اس حوالہ سے مدلل طور پر OralHygeine یعنی منہ کی صفائی کو اللہ کی رضا کے ساتھ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھ دیا ہے۔

دانتوں کی صفائی کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے: اَلسِّوَاكُ نِصْفُ الْوُضُوْءِ وَالْوُضُوْءُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ (کنز العمال جلد 9 باب السواک حدیث نمبر 26159)۔ یعنی دانتوں کی صفائی آدھا وضو ہے اور وضو آدھا ایمان ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی ریاضی کا سوال نہیں۔ مراد صرف اتنی ہے کہ ایمان کے نصف تقاضے نماز سے وابستہ ہیں جس کے آغاز پر وضو ہے اور وضو کے مقاصد کا نصف حصہ گویا دانتوں کی صفائی سے وابستہ ہے۔ اور ہر وہ بات جس سے ایمان کے تقاضے پورے ہوتے ہوں یا جس سے ایمان کو تقویت ملتی ہو، لازماً خدا کی رضا کا موجب ہوگی۔ اس حدیث کے مطالعہ سے بھی ہمیں یہی پتہ چلتا ہے کہ منہ کی صفائی رضائے الٰہی کا ایک یقینی ذریعہ ہے۔

ایک اور موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رَكْعَتَانِ بِالسِّوَاكِ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةٍ بِغَيْرِ السِّوَاكِ (الکافی)۔ یعنی نماز کی دو رکعتیں جو دانت صاف کر کے ادا کی جائیں ایسی ستر رکعتوں سے بہتر ہیں جو دانت صاف کئے بغیر ادا ہوں۔ یہاں بھی ترغیب اسی طرف دلائی گئی ہے کہ بندہ کو چاہیے کہ اپنے رب کی رضا کی خاطر صفائی پسندی کا لحاظ رکھے اور اس کی درگاہ میں حاضر ہوتے ہوئے پاکیزہ دہن ہو کر حاضر ہو۔

منہ اور دانتوں کی صفائی کو مِطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ اور مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ قرار دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی نظافت کے اس شعبہ کو ایک عظیم رفعت بخشی ہے۔ اس شعبہ پر متعدد ڈاکٹروں اور سائنس دانوں نے متعدد کتب تحریر کی ہیں۔ مضامین لکھے اور مقالے پڑھے گئے ہیں۔ اگر ان سب کو یکجا بھی کر دیا جائے تو اس شعبہ کی وہ وجاہت قائم نہیں ہو سکتی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی وجہ سے اسے حاصل ہے۔ دنیا کے تمام ڈینٹل سرجن مل کر بھی اس شعبہ اور اس مضمون کو وہ مقام نہیں دلا سکتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل کی وجہ سے اسے دائماً حاصل ہو گیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ.

❁❁❁❁❁

قرارداد تعزیت بر وفات حضرت مرزا عبدالحق صاحب

صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا یہ اجلاس سلسلہ کے قابل احترام بزرگ حضرت مرزا عبدالحق صاحب مرحوم کی وفات پر اظہار تعزیت کرتا ہے۔

حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ مؤرخہ 26 اگست 2006ء کو بعمر 106 سال سرگودھا میں انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مکرم ومحترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ کی پیدائش جنوری 1900ء میں ان کے آبائی وطن جالندھر میں ہوئی۔ بچپن ہی میں والدین کے سائے سے محروم ہو گئے۔ والد صاحب کی وفات کے بعد اپنے بھائی مکرم بابو عبدالرحمٰن صاحب کے پاس شملہ میں رہے۔ آپ کے چچا اور بھائی صاحب کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت میں آنے کی توفیق ملی۔ خود محترم مرزا عبدالحق صاحب نے 1916ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت کی توفیق پائی۔

1921ء میں آپ نے گریجویشن مکمل کر کے شملہ میں ملازمت اختیار کر لی لیکن جلد ہی استعفیٰ دے کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خاص توجہ دلانے پر آپ نے Law College میں داخلہ لے لیا۔ اور جنوری 1926ء سے گورداسپور میں حضور کے ارشاد پر بحیثیت وکیل اپنے کام کا آغاز کیا۔ لیکن چند سال بعد ہی آپ نے وقف زندگی کی درخواست کی اس پر حضور انور نے آپ کو لکھا کہ آپ کی زندگی وقف ہے آپ فکر نہ کریں۔ اور پھر حضرت مرزا صاحب نے اپنی تمام تر زندگی نہایت اخلاص و وفا کے ساتھ ایک اعلیٰ درجہ کے واقف زندگی کی طرح تادم واپسیں خدمت سلسلہ میں گذاری۔

1922ء میں جماعت احمدیہ میں مجلس شوریٰ کے آغاز سے اپنی زندگی کے آخری سال تک تمام مجالس شوریٰ میں باقاعدگی سے شرکت فرمائی۔ اور متعدد بار آپ کو مجلس شوریٰ کی صدارت کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ فرمودہ یکم ستمبر 2006ء میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:-

> ''ان کو یہ بھی اعزاز حاصل تھا کہ 1922ء سے جب سے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے باقاعدہ شوریٰ کا نظام جماعت میں قائم فرمایا آپ کو شوریٰ میں شمولیت اختیار کرنے کی توفیق ملی۔''

قرآن کریم سے حضرت مرزا صاحب کو گہرا شغف تھا اور قرآنی معارف کے بیان کا خوب ملکہ حاصل تھا۔ سالہا سال سے اپنی رہائش گاہ اولڈ سول لائن سرگودھا سے متصل (بیت) میں فجر کی نماز کے بعد تدریس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کے جلسہ ہائے سالانہ پر آپ کو تقاریر کی سعادت حاصل رہی جو قرآنی حقائق و معارف اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اخذ کردہ نکات کا مجموعہ ہوا کرتی تھیں۔ آپ ایک صاحب طرز مصنف تھے۔ آپ نے ٹھوس علمی اور

تحقیقی موضوعات پر متعدد مضامین لکھے جو سلسلہ کے اخبارات ورسائل کی زینت بنے اور بعد میں ''تنویر القلوب'' کے نام سے تین جلدوں میں کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے۔ آپ نے متعدد کتب بھی تصنیف فرمائیں جن میں صداقت حضرت مسیح موعودؑ، نزول وحی، صفات باری تعالیٰ، بعث بعد الموت یا اخروی زندگی، انڈکس کتب حضرت مسیح موعودؑ (خطبہ الہامیہ تک)، نزول مسیح، جہاد کی حقیقت اور روح العرفان شائع شدہ ہیں۔ جبکہ چھ جلدوں پر مشتمل تفسیری نوٹس پر مشتمل قرآن کریم غیر مطبوعہ ہے۔

آپ متعدد جماعتی عہدوں پر فائز رہے۔ آپ نے امیر ضلع گورداسپور، امیر ضلع سرگودھا، امیر صوبائی صوبہ پنجاب، صدر قضاء بورڈ، صدر وقف جدید، صدر تدوین فقہ کمیٹی اور صدر مجلس افتاء کے اہم عہدوں پر بے لوث خدمت کی توفیق پائی۔ (فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء)

آپ بہت عبادت گذار، دعا گو، خلیق، متواضع، سلسلہ احمدیہ پر جان نچھاور کرنے والے بزرگ تھے۔ خلافت احمدیہ کے فدائی اور خلفاء احمدیت سے عاشقانہ تعلق رکھتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم ستمبر 2006ء میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار خلفاء کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور کامل اطاعت اور فرمانبرداری سے آپ نے کام کیا۔ میرے ساتھ بھی آخری دم تک انہوں نے وفا اور اطاعت کا نمونہ دکھایا۔''

آپ کو سلسلہ احمدیہ کے چار خلفاء کا زمانہ پانے اور دیکھنے کی سعادت ملی۔ اور ہر دورِ خلافت میں خلیفہ وقت کا اعتماد آپ کو حاصل رہا۔ باوجود طویل عمری کے آپ کی یادداشت بے حد قوی تھی۔ خدا تعالیٰ آپ کو غریق رحمت فرمائے۔ آپ کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کے قدموں میں جگہ ملے اور جنت الفردوس آپ کا ماویٰ ہو۔ آپ کی وفات سے جو خلا جماعت میں پیدا ہوا ہے۔ اس کو محض اپنے فضل سے پر کرے۔ (آمین)

جملہ ممبران صدر انجمن احمدیہ اس صدمے پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے اور حضرت مرزا عبدالحق صاحب کے لواحقین سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ رب رحیم ان کا ولی و نصیر ہو اور وہ حضرت مرزا صاحب کی دعاؤں کے وارث ہوں۔ (آمین)

ہم ہیں ممبران و اراکین صدر انجمن احمدیہ پاکستان (ربوہ)

مرزا خورشید احمد

صدر صدر انجمن احمدیہ (پاکستان) ربوہ

قراردادِ تعزیت بروفات مکرم ومحترم مولانا جلال الدین قمر صاحب

صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا یہ اجلاس مکرم ومحترم مولانا جلال الدین قمر صاحب مرحوم کی وفات پر اظہار تعزیت کرتا ہے۔

آپ ایک عرصہ صاحب فراش رہنے کے بعد مؤرخہ 24/اگست 2006ء کو ساڑھے چار بجے شام فضل عمر ہسپتال ربوہ میں (بعمر 83 برس) وفات پا گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

مولانا جلال الدین قمر صاحب سلسلہ احمدیہ کے نامور مربی متعدد زبانوں کے ماہر، بزرگ مربی سلسلہ اور قدیمی خادم سلسلہ تھے۔ آپ 5 مئی 1923ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام علم الدین صاحب تھا۔ آپ نے مارچ 1946ء میں زندگی وقف کر کے جماعت کے لئے عملی اور علمی خدمات کا آغاز کیا۔ آپ کو 1947ء سے 1983ء تک متعدد ملکوں ٹانگانیکا (اب تنزانیہ، یوگنڈا، کینیا)، فلسطین میں بحیثیت مربی سلسلہ خدمت کا موقعہ ملا۔ میدان عمل سے واپسی پر جامعہ احمدیہ ربوہ میں علوم عربیہ وحدیث کی تدریس کے فرائض قریباً گیارہ سال تک سرانجام دیئے۔ آپ کا انداز تدریس نہایت مؤثر اور مفید تھا۔ آپ کے شاگردوں کو پاکستان اور بیرون پاکستان خدمت دین کی توفیق مل رہی ہے۔ اپنے شاگردوں سے محبت اور احترام کا سلوک کرتے تھے۔

مولانا جلال الدین قمر صاحب ایک عالم باعمل، دعا گو، محنتی خادم سلسلہ تھے۔ خلافت احمدیہ سے فدائیت کا تعلق تھا۔ پنجابی، اردو اور عربی کے علاوہ سواحیلی، لوگنڈا اور عبرانی میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کو یوگنڈا کی زبان لوگنڈا میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کی خدمت کی بھی توفیق ملی۔ عربی زبان سے آپ کو خاص شغف اور دلچسپی تھی۔

صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے جملہ اراکین صدمے کی اس گھڑی میں مکرم ومحترم مولانا جلال الدین قمر صاحب مرحوم کی اہلیہ اور آپ کے ربیب محمد مسلم نبیل سے تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپکے جملہ لواحقین کا حافظ وناصر ہو۔ (آمین)

مرزا خورشید احمد

صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں

یہ مسائل تصوّف

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ کے اشعار کی لطیف تشریح

(مکرم میر انجم پرویز صاحب۔ نارووال)

قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں

۴ نومبر ۱۹۸۸ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:-

"دینی الٰہی جماعتوں میں سب پیغام خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ جو پیغام پہنچانے والا ہے اُس کی کوئی حیثیت نہیں ہوا کرتی۔ نہ میری کوئی حیثیت ہے نہ دوسرے کارکنان کی کوئی حیثیت ہے۔ پیغام میں برکت بھی اُسی وقت پڑے گی جب آپ کے سامنے نظر آنے والے شخص کی بجائے اس کے پیچھے کھڑی ہونے والی طاقت پر نظر رکھیں گے۔ اور پیغام کو اس احترام کے ساتھ دیکھا کریں گے کہ یہ دراصل اللہ کے لئے ہے اور اللہ ہی کی طرف سے ہے اور نیک کاموں پر مشتمل اس پیغام کی بنیاد قرآن کریم، کلام الٰہی میں ہے۔

جب آپ اس پر اس پہلو سے نظر ڈالیں گے تو آپ کے اندر غیر معمولی مستعدی پیدا ہو جائے گی۔ کیونکہ دنیا میں تو اس کا بہت فرق پڑتا ہے۔ ہمارے دفتر کے بعض افسران کارکنان سے اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے اتنی چٹھیاں لکھیں کوئی جواب نہیں آیا۔ جب میں اپنے دستخط سے چٹھی بھیجتا ہوں تو فوراً جواب آتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اثر پڑتا ہے لیکن ان کی نظر مجھ تک آ کر ٹھہر گئی ہے۔ حالانکہ اتنی سی بات تو غالبؔ کو بھی سمجھ آ گئی تھی کہ۔

ہے پَرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود
قبلے کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں

کہ ہمارا معبود و مسجود تصورات کی حدوں سے بہت پرے ہے۔ جو اہل بصیرت لوگ ہیں، جو معاملات کا عرفان رکھنے والے ہیں وہ قبلہ کو قبلہ نما کہا کرتے ہیں۔ اور جو کم نظر لوگ ہیں وہ قبلہ نما کو قبلہ سمجھتے ہیں۔ 'قبلہ نما' کاغذ یا کسی اور ہلکے مادے کی بنی ہوئی پرندہ نما چیز ہوتی ہے جو ہوا کا رُخ بتایا کرتی ہے لیکن اگر اس کے ساتھ سورج کے تعلق کو قائم کر کے اس کا رخ قبلہ کی طرف متعین کر دیا جائے تو وہ چیز درحقیقت اُس وقت قبلہ نما کہلاتی ہے۔ وہی چیز جو لوگ ہوا کا رخ ماپنے کے لئے دیکھتے ہیں۔ اگر اُس کو باقاعدہ اندازہ لگا کر قبلہ کی طرف رخ کر کے فکس (Fix) کر دیا جائے تو وہ اُس وقت صحیح معنوں میں

قبلہ نما بنتا ہے۔

تو غالب کے نزدیک قبلہ نما وہ نہیں ہے۔ قبلہ نما تو قبلہ ہے کیونکہ قبلہ سے ہمیں خدا دکھائی دیتا ہے اور قبلہ نما اپنی ذات میں مقصود نہیں ہے۔

پس دنیا میں خدمت دین کرنے والے قبلہ نہیں ہیں۔ وہ قبلہ نما ہیں۔

جب آپ اس پہلو پر نظر رکھتے ہیں تو ہر قبلہ نما ایک ہی جیسا ہو جاتا ہے"۔

(الفضل ۲۴ جنوری ۱۹۸۹ء)

شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ /اکتوبر ۱۹۸۸ء میں ادبی ذوق پیدا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:-

"ایک زمانہ تھا جب کہ قادیان کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی شعروں کی کاپیاں بنایا کرتے تھے اور اس زمانے میں ان کاپیوں میں غزلیں لکھنا یا محبت کے اشعار لکھنا اگر جرم نہیں سمجھا جاتا تھا تو رستے سے ذرا ہٹی ہوئی بات ضرور معلوم ہوتی تھی۔ اس لئے ایسے نوجوان اپنی کاپیاں بعض دفعہ چھپا کے رکھا کرتے تھے کہ بزرگوں کو نظر نہ آجائے کہ ہم نے کیا لکھا ہوا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ میری کلاس میں بیٹھے ہوئے ایک طالب علم کی ایک کاپی تھی اس کو میں نے دیکھا میرا خیال تھا کہ شاید اس میں کلاس کی باتیں ہوں گی تو اس پر ایک شعر تھا اس کا ایک مصرعہ تھا کہ

شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

کہ میں نے کہاں پکڑا جانا تھا لوگوں کو کیا پتہ لگتا کہ میرے دل میں کیا باتیں ہیں لیکن لوگوں کو جو میرا شعروں کا انتخاب نظر آ گیا اس نے مجھے رسوا کر دیا ہے۔ وہ محفوظ زمانہ تھا یہ حال تھا لیکن ان شعروں میں بھی وہ نوجوان اتنی لذت پاتے تھے اور شعر ان کے ذوق کی تکمیل بھی کیا کرتے تھے کہ اس کے نتیجہ میں سلجھی ہوئی نسلیں پیدا ہوئیں۔ پھر وہی ذوق تھا جو تبدیل ہو کر حضرت (بانی سلسلہ۔ ناقل) کے اشعار سے لذت حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا کر گیا۔ اگر ادبی ذوق ہی نہیں ہے تو آپ اس کو دوسری طرف اسی قسم کی چیز میں منتقل کر نہیں سکتے۔ جن کو شعر و شاعری کا شوق ہے وہی پھر آخر اعلیٰ درجہ کے لطیف مضامین کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کے کلام سے لذت یابی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ بچپن میں ہم بہت سے ایسے نوجوانوں کو جانتے تھے جن کا ابتدائی ذوق صرف دنیاوی شاعروں کے کلام تک محدود تھا لیکن رفتہ رفتہ پھر وہ دینی مضامین کی طرف منتقل ہو گیا، پھر وہ حضرت (بانی سلسلہ۔ ناقل) کی کتب کے شیدائی ہو گئے، آپ کے کلام کے عاشق بن گئے اور رفتہ رفتہ ان کی کیفیت بدلنی شروع ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ وہ چیزیں جو اُس زمانے میں جرم دکھائی دیتی تھیں درحقیقت وہ جرم نہیں تھیں بلکہ انسانی فطرت کے ساتھ ایک تعلق رکھنے والی ایسی باتیں تھیں جن کو ہم جدا نہیں کر سکتے"۔

(الفضل ۲۸ فروری ۱۹۸۹ء)

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد

۱۳ مارچ ۱۹۸۷ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:-

''میں جانتا ہوں کہ بالعموم خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف جماعت تقوی کے معیار میں بلند ہے بلکہ بلند تر ہونے کی تمنا رکھتی ہے آگے بڑھنے کے لئے بے قرار ہے۔ ہر انسان میں کمزوریاں ہوتی ہیں، کوئی انسان ایسا نہیں جس میں کمزوریاں نہ ہوں۔ دیکھنا یہ چاہیے کہ اس شخص کی توجہ کس طرف ہے کمزوریاں بڑھنے پر وہ خوش ہے یا کمزوریاں کم کرنے کی طرف متوجہ ہے۔ بعض لوگ ایسے ہیں جن کو کمزوریوں کے باوجود ہر وقت فکر لگا رہتا ہے کہ میری فلاں فلاں کمزوری ابھی تک دور نہیں ہوئی، میرا کیا بنے گا۔ برخلاف اس کے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو برائی کی تمنا رکھتے ہیں ان کو حسرت ہی رہتی ہے کہ ہماری تمنا پوری نہیں ہو سکی جیسا کہ غالب نے کہا ؎

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد
یا رب! اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

پھر کہتا ہے ؎

میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

یعنی میری زندگی کا دور ختم ہو گیا اور گناہوں میں میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہیں ہوا تھا یہ بھی ایک صاف گوئی ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا دو قسم کے انسانوں پر مشتمل ہے۔ بعض بدیوں کی تمنا رکھتے ہیں اور ان کی طرف آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان کے لئے ان کی بداعمالیوں کے رستہ میں جو روک ہے وہ ان کی بے چارگی ہوتی ہے۔ بس چلے تو ایسے ایسے لوگ ہیں جو دنیا کے ہر انسان کا سارا مال کھا جائیں ایسے ایسے لوگ ہیں جو دوسروں کے سب حقوق غصب کر ڈالیں۔ اپنی ترقی کی خاطر کسی کو تنزل کے گڑھے میں دھکیلنا پڑے تو اس میں کوئی عار نہ سمجھیں لیکن بے اختیاری کی وجہ سے انسان کی ہر تمنا پوری ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر ایسے لوگوں کی برائی کے ارتکاب کی ہر تمنا اس طرح پوری ہونے لگے تو دنیا تو آناً فاناً ختم ہو جائے''۔ (الفضل ۷ مارچ ۱۹۸۹ء) (باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی"
(المصلح الموعود)

ہم پیارے آقا کی درازئ عمر اور آپ کی قیادت میں عالمگیر جماعت کی ترقیات کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

قائد مجلس وخدام الاحمدیہ 29 ڈیڑھ

نگران حلقہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ

❋❋❋

رپورٹ مسرور آل پاکستان بیڈمنٹن ٹورنامنٹ

زیراہتمام مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور 19-20 / اگست 2006ء

(مکرم زبیر احمد صاحب۔ ناظم صحت جسمانی ضلع لاہور)

آل پاکستان بیڈمنٹن ٹورنامنٹ واپڈا سپورٹس کمپلکس لاہور میں منعقدہ ہوا۔ ٹورنامنٹ کے کام احسن طریقے سے سرانجام دینے کے لئے قائد صاحب ضلع لاہور نے ایک کمیٹی بنائی جو مختلف شعبوں کی نگران تھی۔

اس ٹورنامنٹ میں مندرجہ ذیل علاقہ جات اور اضلاع نے شرکت کی۔ علاقہ گوجرانوالہ، علاقہ راولپنڈی، علاقہ فیصل آباد، ربوہ، علاقہ ملتان، علاقہ بہاولپور، ضلع لاہور۔

اس ٹورنامنٹ میں کل 40 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ یہ ٹورنامنٹ ناک آوٹ سسٹم کی بنیاد پر کھیلا گیا۔

اس ٹورنامنٹ میں تین ایونٹ کروائے گئے جو کہ سنگل، ڈبل اور ٹیم ایونٹ پر مشتمل تھے۔ کھلاڑیوں کی رہائش کے لئے انتظام بیت النور ماڈل ٹاؤن میں کیا گیا تھا۔

20/اگست 2006ء کو سیمی فائنل اور فائنل مقابلے منعقد کئے گئے۔

سنگل ایونٹ کا فائنل ربوہ اور فیصل آباد کے درمیان ہوا جو ربوہ کے کھلاڑی نے جیت لیا۔ ڈبل ایونٹ کا فائنل ربوہ اور راولپنڈی کے درمیان ہوا جو ربوہ کے کھلاڑیوں نے جیت لیا۔ ٹیم ایونٹ کا فائنل ربوہ اور ضلع لاہور کے درمیان ہوا جو ربوہ کی ٹیم نے جیت لیا۔

تمام مقابلہ جات انٹرنیشنل Rules 2006ء کے تحت کھیلے گئے۔

فائنل میچ کے مہمان خصوصی مکرم قائمقام امیر صاحب ضلع لاہور اور قائد صاحب علاقہ لاہور تھے۔ آخر میں کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

۞۞۞۞۞۞

کچھ کچھ نظر آ گیا

خواتین کے حقوق کی عالمی کانفرنس کے ایک سال بعد امریکا اور پاکستان کی خواتین لیڈرز کی بات چیت:-

امریکن لیڈر: پچھلے سال کانفرنس کے بعد گھر جاتے ہی میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ آج سے گھر کا سب کام آپ کریں گے۔

پہلے دن تو مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ دوسرے دن بھی کچھ نظر نہ آیا۔ تیسرے دن دیکھا میرا شوہر گھر کے سب کام کر رہا تھا۔ میں تو حیران رہ گئی۔ وہ تو کھانا بھی بناتے ہیں، کپڑے تک دھو لیتے ہیں۔

پاکستانی لیڈر: میں نے بھی گھر جاتے ہی اپنے شوہر سے کہا کہ آج سے گھر کا سب کام آپ کریں گے۔

پہلے دن تو مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ دوسرے دن بھی کچھ نظر نہ آیا۔ تیسرے دن میری آنکھوں سے سوجن اترنی شروع ہوئی تو کچھ کچھ نظر آیا۔

(منصور احمد جاوید چٹھہ۔ ربوہ)

شوخیٔ تحریر

لاہور کے قابل دید مقامات

(مکرم محمد احمد فہیم صاحب۔ ربوہ)

لاہور میں قابل دید مقامات مشکل سے ملتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لاہور میں ہر عمارت کی بیرونی دیواریں دہری بنائی جاتی ہیں۔ پہلے اینٹوں اور چونے سے دیوار کھڑی کرتے ہیں اور پھر اس پر اشتہاروں کا پلستر کر دیا جاتا ہے جو دبازت میں رفتہ رفتہ بڑھتا جاتا ہے۔ شروع شروع میں چھوٹے سائز کے مبہم اور غیر معروف اشتہارات چپکائے جاتے ہیں۔ مثلاً ''اہل لاہور کو مژدہ'' یا ''اچھا اور سستا مال'' اس کے بعد ان اشتہاروں کی باری آتی ہے جن کے مخاطب اہل علم اور سخن فہم لوگ ہوتے ہیں، مثلاً ''گریجویٹ درزی ہاؤس'' یا ''سٹوڈنٹوں کے لئے نادر موقع'' یا ''کہتی ہے تم کو خلق خدا غائبانہ کیا''۔ رفتہ رفتہ گھر کی چار دیواری ایک مکمل ڈائرکٹری کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ دروازے کے اوپر بوٹ پالش کا اشتہار ہے۔ دائیں طرف تازہ مکھن ملنے کا پتہ مندرج ہے۔ بائیں طرف حافظہ کی گولیوں کا بیان ہے۔ اس کھڑکی کے اوپر انجمن خدام ملت کے جلسے کا پروگرام چسپاں ہے۔ اس کھڑکی پر کسی مشہور لیڈر کے خانگی حالات بالوضاحت بیان کر دیئے گئے ہیں۔ عقبی دیوار پر سرکس کے تمام جانوروں کی فہرست ہے۔ اور اصطبل کے دروازے پر مس نغمہ جان کی تصویر اور ان کی فلم کے محاسن گنوار کھے ہیں۔ یہ اشتہارات بڑی سرعت سے بدلتے رہتے ہیں۔ اور ہر نیا مژدہ اور ہر نئی ایجاد یا انقلاب عظیم کی ابتلا چشم زدن میں ہر ساکن چیز پر لیپ دی جاتی ہے۔ اس لئے عمارتوں کی ظاہری صورت ہر لمحہ بدلتی رہتی ہے، اور ان کے پہچاننے میں خود شہر کے لوگوں کو بہت دقت پیش آتی ہے۔

لیکن جب سے لاہور میں دستور رائج ہوا ہے کہ بعض بعض اشتہاری کلمات پختہ سیاہی سے خود دیوار پر نقش کر دیئے جاتے ہیں، یہ دقت بہت حد تک رفع ہو گئی ہے، ان دائمی اشتہاروں کی بدولت اب یہ خدشہ نہیں رہا کہ کوئی شخص اپنا یا اپنے کسی دوست کا مکان صرف اس لئے بھول جائے کہ پچھلی مرتبہ وہاں چارپائیوں کا اشتہار لگا ہوا تھا اور لوٹتے تک وہاں اہلیان لاہور کو تازہ اور سستے جوتوں کا مژدہ سنایا جا رہا ہے۔ چنانچہ اب وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ جہاں بحروف جلی ''محمد علی دندان ساز'' لکھا ہے وہ اخبار انقلاب کا دفتر ہے۔ جہاں ''بجلی پانی بھاپ کا بڑا ہسپتال'' لکھا ہے، وہاں ڈاکٹر اقبال رہتے ہیں۔ ''خالص گھی کی مٹھائی'' امتیاز علی تاج کا مکان ہے۔ ''کرشنا بیوٹی کریم'' شالامار باغ کو اور ''کھانسی کا مجرب نسخہ'' جہانگیر کے مقبرے کو جاتا ہے۔

(انتخاب از مضامین پطرس)

۞۞۞۞۞۞

صد سالہ خلافت جوبلی کا روحانی پروگرام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صد سالہ خلافت جوبلی کا جو روحانی پروگرام عطا فرمایا ہے براہِ کرم اُس پر بھرپور طریق سے عمل کریں:-

1- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2- دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3- سورۃ الفاتحہ۔ (روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں)

4- رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ. (2:251) (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

5- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (3:9) (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

6- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ. (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

7- اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اس کی طرف۔

8- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ . اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر۔

9- مکمل درود شریف۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

••

KHALID

C. Nagar

Editor:
Tariq Mahmood Tahir

November 2006
Regd. CPL # 75/FD